خریدارانِ رسالہ سے نہایت ضروری گذارشات

اوّل:- جن خریداروں نے ماہِ اگست میں رسالہ کا وی۔پی وصول کیا تھا، وہ براہ کرم نوٹ فرمالیں کہ انکی طرف سے دسمبر ۱۹۳۸ء تک چندہ وصول ہوا ہے۔ آئندہ سال (جنوری ۱۹۳۹ء سے دسمبر ۱۹۳۹ء تک) کا چندہ وہ جلسہ سالانہ پر دفتر میں تشریف لاکر ادا فرمائیں، اور یا ادائگی کی تاریخ نوٹ کرا جائیں تا اُس وقت تک انتظار کیا جائے۔ جو دوست کسی وجہ سے جلسہ سالانہ پر تشریف لانے سے معذور ہوں، وہ بذریعہ منی آرڈر اپنا چندہ ارسال فرمائیں، اور یا ادائیگی کی تاریخ سے بذریعہ خط اطلاع فرمائیں۔ بصورت دیگر فروری ۱۹۳۹ء کا پرچہ اُن سب احباب کی خدمت میں جن کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا ہو گا، بذریعہ وی۔پی روانہ کیا جائے گا۔

دوم۔ انشاء اللہ یہ کوشش کی جائے گی، کہ جنوری ۱۹۳۹ء کا رسالہ جلسہ سالانہ کے موقع پر شایع ہو جائے۔ لہذا جو احباب پسند فرمائیں وہ اپنا پرچہ دفتر میں تشریف لاکر وصول کر سکتے ہیں۔ اس سے ایک تو ڈاک کا خرچ بچ جائے گا۔ اور دوسرا بڑا فائدہ اس سے یہ ہوگا کہ دفتر کے عملہ کو احباب سے ذاتی تعارف حاصل ہو جائے گا، اور رسالہ کی ترقی اور بہبودی کے متعلق بھی ان سے تبادلہ خیالات ہو سکیگا۔

ریویو آف ریلیجنز ہمارا قومی رسالہ اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کی مقدس یادگار ہے۔ اس کی ترقی اور بہتری کے لئے کوشش کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ پس ہم امید کرتے ہیں۔ کہ احباب جلسہ سالانہ پر دفتر میں تشریف لاکر ہمیں شکریہ کا موقعہ دیں گے، اور رسالہ کی ترقی کے متعلق اپنے مفید مشوروں اور تجاویز سے ممنون فرمادیں گے۔

نیازمند

مینجر

(ماہنامہ اردو)

Digitized by Khilafat Library

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد اجمیری

بابت ماہ شوال ۱۳۵۷ھ مطابق ماہ دسمبر ۱۹۳۸ء

جلد ۳۷ عدد ۹

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۷ | ۱۲۔ شوال ۱۳۵۷ھ مطابق ۵۔ دسمبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۹

فہرست مضامین

حقیقی نجات دہندہ کون ہے؟	ص ۲	آج سے چھتیس برس پیشتر کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امنِ عالم	ص ۳	ایڈیٹر
کمال اتاترک	ص ۲۱	"سالم عربی" ایم۔ اے۔
پردہ	ص ۳۳	درس القرآن فرمودہ سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
تردید دلائل انقطاع نبوت بعد آنحضرت صلعم	ص ۳۷	از افاضات سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
جوابات اعتراضاتِ شیعہ	ص ۴۵	مولوی سید صادق حسین صاحب اٹاوی

Digitized by Khilafat Library

حقیقی نجات دہندہ کون ہے؟

(آج سے چھتیس برس پیشتر کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز سے)

توریت اور قرآن نے یہ تو سکھلایا کہ خون نہ کرو، زنا نہ کرو، جھوٹی گواہی نہ دو، مگر جس نے یہ سکھلایا کہ میرے خون کے بھروسہ پر سب کچھ کرو، نیک چلنی کچھ چیز نہیں، تمام نجات کفارہ سے وابستہ ہی، کیا اس نے گناہ نہیں کیا؟ جس شخص نے شراب پینے کی رسم کا بانی ہو کر کروڑہا انسانوں کو شراب کے دریا میں ڈبو دیا، کیا اس نے یہ نیکی کا کام کیا؟ اور کیا وہ دوسرا شخص جس نے عرب کے تمام جزیرہ کو جو شراب کے خطرناک سیلاب میں غرق ہو چکے تھے، اس مہلک طوفان سی نجات دی، بالمقابل اس بڑی نیکی کا حقدار نہیں ہو چکا؟ یہ دو انسان ہیں۔ ایک نے شراب کا فتویٰ دیکر بیشمار دُنیا کو جو انیس سو برس سی آجتک چلی آتی ہی، طرح طرح کی ناپاکیوں میں ڈالدیا، جنکا تدارک غیر ممکن ہو گیا اور دوسرے نے صدہا سال کی رسم شراب خوری کا استیصال کر کے اسکے بدنتائج سی کروڑہا جانیں بچالیں۔ تو اب بتلاؤ۔ کہ ان ثابت شدہ واقعات کے رُو سی منجیؔ کون ہُوا؟ کیا یسوع یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم؟ یہ کہنا کہ مرنیکے بعد یسوع نجات دیگا، یہ محض ایک خیالی پلاؤ ہی۔ ہندو گبر چینی وغیرہ سب اپنے اپنے پیشواؤں کو ایسا ہی گمان کرتے ہیں۔ اب کون فیصلہ کرے، کہ کس کا گمان صحیح ہی۔ مابعد الدنیا کا واقعہ تو کسی نے دیکھا نہیں۔ لیکن ثابت شدہ واقعات کے رُو سی جو دنیا میں ہی ثابت ہو چکے ہیں، حقیقی منجیؔ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہی ٹھہرتا ہی۔ کیونکہ کروڑہا انسانوں کو شراب سی اس نے نجات دی۔ دختر کشی کی رسم سے اس نے نجات دی۔ فسق و فجور کی رسم سی جو یورپ کی طرح عرب میں بھی پھیل گئی تھی، اس نے نجات دی۔ قمار بازی کی رسم سی جو یورپ کی طرح عرب میں بھی پھیل گئی تھی، اس نے نجات دی۔ اسی طرح بیسیوں گناہ ہیں، جو رسم کی طرح عرب میں شایع ہو چکے تھے، جن کو کوئی گناہ نہیں سمجھتا تھا، اس کامل انسان اور مردِ خدا نے ان سی نجات دی۔ مگر مسیح نے تو بجائے نجات دینے کے اور بھی گناہوں میں پھنسا دیا۔ کیا شراب پینے میں، قمار بازی میں، فسق و فجور میں، انسان کو خدا بنانے میں دنیا میں عیسائیوں کی کوئی نظیر بھی ہی؟ سو اب بتلاؤ کہ یہ تمام گناہ کس پہ ہیں۔ کیا ان گناہوں سے اس شخص کا کوئی حصّہ نہیں۔ جس کی ناقص تعلیم نے یہ نتائج پیدا کئے؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور امنِ عالم

{مندرجہ ذیل مضمون سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں جلسہ ہائے سیرۃ النبی کے لئے جو ۱۱ر دسمبر کو منعقد ہوں گے۔ لکھا گیا ہے:۔ (ایڈیٹر)}

Digitized by Khilafat Library

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اغراض میں سے ایک بڑی غرض دُنیا میں امن قائم کرنا بھی تھی۔ چنانچہ آپؐ نے جو تعلیم پیش کی ہے، اس میں امنِ عالم کے قیام کے ایسے اعلیٰ اصول بیان کئے گئے ہیں، جن کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ اسلامی تعلیم میں نہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مفاسد کا علاج بیان ہوا ہے، بلکہ قیامت تک امنِ عالم کو تباہ کرنے کے جس قدر موجبات ہو سکتے ہیں، اُن سب کا علاج بھی اس میں بتایا گیا ہے۔ دورِ حاضر کی تہذیب وتمدن کی جنگ میں امنِ عالم کے لئے نت نئے خطرات پیش آرہے ہیں —— ایسے خطرات جنکا چند صدیاں پیشتر کسی کو وہم بھی نہ ہوسکتا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں جو آج سے چودہ سو برس پیشتر دی گئی تھی، ان سب کا نہایت اعلیٰ حل اور مؤثر علاج موجود ہے۔

ذیل میں ہم وہ اسباب و وجوہ جن کے باعث بالعموم دُنیا میں افراد، جماعتوں، قوموں، اور حکومتوں کی باہمی لڑائیاں ہوتی ہیں مختصراً ذکر کرکے بتائیں گے، کہ اسلام نے کس طرح ہر قسم کے فسادات کا دروازہ کلّی طور پر بند کرنے کا انتظام کیا ہے۔

پہلا سبب فسادات اور جھگڑے پیدا ہونے کا مذہبی اختلاف ہے۔ مذہبی اختلاف کی بناء پر لڑائیاں عموماً اس وجہ سے ہوتی ہیں، کہ ایک مذہب کے ماننے والے دوسرے مذہب کے متبعین کے جذبات اور احساسات کا خیال نہیں رکھتے جس سے ان میں باہمی منافرت اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے فسادات کو روکنے کے لئے حسب ذیل تعلیمات دی ہیں:۔

اوّل یہ کہ ہر قوم میں خدا تعالےٰ کے نبی اور رسول گزرے ہیں۔ اس لئے ایک مسلمان کا یہ فرض ہے، کہ وہ

تمام مذاہب کے بزرگوں کی عزت کرے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

۱۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر۔۳)

نہیں ہے کوئی قوم مگر اس میں خدا کی طرف سے کوئی رسول گزرا ہے۔

۲۔ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (البقرہ۔۱۶)

(اے مسلمانو!) کہو ہم ایمان لائے اللہ پر، اور اس پر جو ہماری طرف اُتارا گیا۔ اور اس پر جو اتارا گیا ابراہیم پر، اور اسمٰعیل پر، اور اسحٰق پر، اور یعقوب پر، اور انکی اولاد پر۔ پھر اس پر بھی جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا۔ (غرضیکہ) ان سب وحیوں اور کتابوں پر جو نبیوں کو خدا تعالیٰ کیطرف سے ملیں۔ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور ہم اس اقرار پر مسلمان ہوتے ہیں۔

۳۔ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (بقرہ۔۴۰)

ہر ایک (مسلمان) ایمان لایا اللہ پر، اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی تمام کتابوں پر، اور اس کے تمام رسولوں پر۔ ہم رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے۔

اس تعلیم کی رُو سے کوئی مسلمان حقیقی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ تمام مذاہب کے بزرگوں کی نہ صرف یہ کہ توہین نہ کرے، بلکہ ان کی عزت کرے، اور ان کی بزرگی اور سچائی کا اقرار کرے۔ پس ہر مسلمان یہ ایمان رکھتا ہے، کہ یہودیوں کے حضرت موسیٰؑ، عیسائیوں کے حضرت عیسیٰؑ، پارسیوں کے حضرت زرتشتؑ، اور ہندوؤں کے حضرت کرشن اور رامچندر جی —— غرضیکہ دنیا کی تمام اقوام کے ہادی اور رہنما خدا کے برگزیدہ اور رسول تھے۔ خواہ ان کا نام قرآن میں مذکور ہؤا ہو یا نہ۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ

(اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) تجھ سے پہلے ہم نے بہت سے

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ط (مومن - ۸)

رسول بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا ذکر تو ہم نے کر دیا ہے، اور بعض کا نہیں کیا۔

دوم ۔ اسلام نے مذہبی اختلاف کی وجہ سے پیدا ہونے والی لڑائیوں کا دروازہ بند کرنے کے لئے ایک انتظام یہ کیا ہے، کہ جہاں اس نے مذاہب پر جائز اور مناسب تنقید کی اجازت دی ہے، تا انسانی ذہنوں میں جلا پیدا ہو اور حقائق کھلیں، وہاں حد سے بڑھی ہوئی نکتہ چینی اور ایسے مذہبی مباحثات سے جو کسی فریق کے لئے دلآزاری کا موجب ہوں، روکا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

(۱) لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ط (انعام - ۱۳)

اللہ کے سوا جن دوسری چیزوں کی یہ مشرک لوگ پرستش کرتے ہیں، انکو گالی مت دو۔ کیونکہ اس طرح یہ لوگ حد سے بڑھکر نادانی سے خدا کو گالیاں دینا شروع کر دیں گے۔

یہود و نصاریٰ کے باہمی جھگڑوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

(۲) وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ص وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ص وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ج (بقرہ - ۱۴)

یہودی کہتے ہیں۔ کہ عیسائی کسی (سچی) چیز پر قائم نہیں ہیں، اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی کسی (سچی) چیز پر قائم نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ سب کتاب پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی جو حقیقت کا علم نہیں رکھتے، یہی بات کہی۔

ان آیات میں مذہبی مباحثات کو حد اعتدال میں رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ یہ دونوں گروہ کس طرح باہمی تعصب میں حد سے بڑھکر ایک دوسرے پر دیدہ دانستہ ناواجب حملے کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں فرقے بائیبل کو مانتے ہیں۔ پھر ایک فریق دوسرے کو یہ کیوں کہتا ہے، کہ اس کے پاس کوئی صداقت نہیں ہے۔ کچھ نہ کچھ صداقت تو ہر مذہب میں پائی جاتی ہے۔ اور یہ تو بھی اہل کتاب ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

سوم - اسلام نے مذہبی دعوت و تبلیغ کی اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

(۱) اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ (نحل - ۱۶)

دعوۃ دو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کیساتھ اور گفتگو میں ان (غیر مذاہب کے لوگوں) سے وہ طریق اختیار کرو، جو سب سے بہتر ہو۔ یقیناً تیرا رب جانتا ہے جو سیدھے راستے سے بے راہ ہوگیا، اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

(۲) وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ (عنکبوت - ۵)

اور تم اہلِ کتاب سے مذہبی گفتگو میں بہتر طریقہ کے سوا نہ اختیار کرو۔

(۳) لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ؕ (بقرہ - ۳۴)

دین کے معاملہ میں زبردستی (جائز) نہیں ہے۔

چہارم - اسلام نے مذہبی اختلافات کی وجہ سے پیدا ہونے جھگڑوں، منافرتوں اور لڑائیوں کو دور کرنے کے لئے ایک قدم یہ اٹھایا ہے، کہ جن باتوں میں ایک مذہب کا دوسرے مذاہب سے اشتراک ہے، انہیں باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے بنیاد قرار دیا جائے۔ چنانچہ اہل کتاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

(۱) یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا۔ (آل عمران - ۷)

اے اہلِ کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارا اور تمہارے درمیان برابر ہے (ہم اس پر صلح کرلیں) اور وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔

(۲) وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (عنکبوت - ۵)

اور تم اہلِ کتاب سے مذہبی گفتگو میں بہتر طریقہ کے سوا اختیار نہ کرو لیکن جو ان میں سے ظالم ہیں (انکو بالکل نظر انداز کردو) اور کہو ہم ایمان لائے ہیں اس وحی پر جو ہماری طرف اتاری گئی اور اس پر بھی جو تمہاری طرف اتاری گئی، اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کی وجہ سے

مسلمان ہیں

یہ تعلیم دے کر اسلام نے تمام دیگر مذاہب کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ گویا اختلافات میں ایک راہ باہمی محبت اور مِل کر بیٹھنے کی پیدا کی ہے۔ اگر تمام مذاہب کے پیرو دوسرے مذاہب کے بارہ میں اسی وسعت قلبی اور رواداری سے کام لیں، تو دنیا میں کبھی کوئی مذہبی جنگ نہیں ہو سکتی۔

دوسرا سبب فسادات اور جھگڑے پیدا ہونے کا یہ ہے، کہ سوسائٹی کے بعض افراد یا طبقوں کی ضروریات زندگی پوری نہیں ہوتیں، اس لئے وہ آمادہ فساد ہو جاتے ہیں۔ کھانے، پینے، پہننے، اور رہائش کے لئے مکان کی ضرورتیں ایسی ہیں جن کے پورا نہ ہونے سے کمزور طبائع کے لوگ اپنی یا اپنے عزیزوں کی موت کی تکلیف کی برداشت نہ لاکر قانون شکنی پر اُتر آتے ہیں۔ دنیا میں قتل و خونریزی اور ڈاکہ زنی وچوری کی نوّے فیصدی وارداتیں لوازم زندگی مہیّا نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ موجودہ زمانہ میں سرمایہ داروں اور مزدوروں کے اکثر جھگڑوں اور فسادوں کی بھی یہی جڑھ ہے۔ اس لئے یقیناً وہی نظام امنِ عالم قائم رکھ سکتا ہے، جو اِن ضرورتوں کو پورا کرنے کی ذمہ داری اُٹھائے۔ اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے، جس نے ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے تفصیلی احکام بیان فرمائے ہیں۔ اگر اسلام کے پیش کردہ احکام کو مدّنظر رکھا جائے۔ تو چوری، ڈاکہ، اور قتل و خونریزی کی اُن وارداتوں کا جو احتیاج اور ضرورت کی وجہ سے ہوتی ہیں، کُلّی انسداد ہو جاتا ہے۔

اسلام نے غرباء کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی ذمہ واری حکومت پر عاید کی ہے۔ اور اس کا اصول یہ مقرر کیا ہے، کہ حکومت امراء سے ان کی تمام جائیداد پر جو نقد یا تجارت کی صورت میں ہو اڑھائی فیصدی سالانہ ٹیکس (زکوٰۃ) رأس المال پر، اور عُشر یعنے دسواں حصّہ زمینوں کی آمد پر وصول کرے۔ اور اس طرح جو رقم حاصل ہو اس میں سب سے پہلا حق غرباء اور مساکین کا مقرر کیا گیا ہے۔ تا ان کے کھانے، پینے، پہننے اور رہائش کا انتظام کیا جائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ زکوٰۃ کے مصارف کے بیان میں فرماتا ہے:۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِينِ	صرف صدقات محتاجوں اور مسکینوں کے لئے اور
وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا الآية (توبہ - ۸)	ان (صدقات) کے منتظمین کے لئے ہیں۔ الخ

اسلامی زکوٰۃ اور دوسری حکومتوں کے ٹیکسوں میں ایک بہت بڑا فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ دوسری حکومتیں

جو ٹیکس وصول کرتی ہیں، ان کا سب سے پہلا مصرف فوج اور دیگر انتظامی محکموں کے اخراجات پورا کرنا ہوتا ہے۔ مگر اسلام نے زکوٰۃ کے مصارف بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے فقراء اور مساکین کو رکھا ہے۔ اور منتظمین (عاملین علیہا) کو ان سے بعد میں بیان کیا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چونکہ اسلامی حکومت پورے طور پر قائم نہ ہوئی تھی، بلکہ اس کا کامل استحکام اور قیام خلفاء کے زمانہ میں ہوا، اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور احکام کی ترجمانی کرتے ہوئے حضور کے خلفاء حکومت کے خزانہ سے محتاجوں اور مسکینوں وغیرہ کی ضروریات مہیا کیا کرتے تھے۔ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں غرباء کو کھانے کی پرچیاں ملا کرتی تھیں یہ اسی انتظام کی برکت تھی، کہ عرب کے ان علاقوں میں جہاں پہلے ڈاکہ زنی اور قتل و خونریزی کی وارداتیں بکثرت ہوتی رہتی تھیں، کامل امن و امان قائم ہو گیا تھا۔

جبری ٹیکس یعنی زکوٰۃ کے علاوہ اس نے غرباء و مساکین کے لئے مالِ غنیمت سے بھی حصہ مقرر کیا ہے فرمایا:-

Digitized by Khilafat Library

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (انفال - ۹)

اور جان لو کہ جو کچھ مالِ غنیمت تمہارے ہاتھ آئے اُس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول اور قریبیوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔

اور فَے کے مال میں بھی ان کا حصہ رکھا ہے، فرمایا:-

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ[1] كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ (حشر)

اور جو فَے[1] کے طور پر اللہ نے اپنے رسول کو عطا کیا بستیوں والوں سے۔ پس وہ اللہ اور اس کے رسول اور قریبیوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کیلئے ہے۔ تا یہ مال تم میں سے امراء کے درمیان ہی نہ چکر لگاتا رہے۔

---

[1] فَے اور غنیمت میں فرق یہ ہے کہ غنیمت لڑائی کے بعد آتی ہے اور فَے وہ مال ہے، جو بغیر لڑائی کے قبضہ میں آئے۔

پھر اسلام نے صرف زکوٰۃ اور غنیمت کے اموال سے فقیروں اور محتاجوں کی امداد کے لئے فنڈ مقرر کرنے پر ہی اکتفا نہیں کی، بلکہ مسلمانوں کو عام طور پر غریبوں اور ناداروں کے لئے صدقہ و خیرات کرنے کی بھی بار بار تاکید فرمائی، اور ترغیب دی ہے، فرمایا:-

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ط (بقرہ - ۳۴)	اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو اس سے جو ہم نے تم کو دیا ہے قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں کوئی خرید و فروخت نہ ہو گی، اور نہ کوئی دوستی کام آئیگی، اور نہ کسی کی سفارش ہو گی۔
(۲) مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ط وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ ط وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ○ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لا لَّهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ (بقرہ - ۳۶)	مثال ان لوگوں کی جو اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں، ایک دانے کی ہے، جس سے سات بالیں اُگتی ہیں۔ ہر بال میں سو دانے ہوتے ہیں۔ اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے۔ اور اللہ وُسعت والا اور جاننے والا ہے۔ جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو وُہ خرچ کرتے ہیں اس کا احسان نہیں جتاتے، اور نہ جن پر وُہ خرچ کرتے ہیں انہیں تکلیف دیتے ہیں، ان کیلئے انکا بدلہ ہے انکے رب کے پاس۔ اور ان پر کسی قسم کا ڈر نہ ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔
(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ص (بقرہ - ۳۷)	اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو اپنی کمائی کی پاکیزہ چیزوں سے، اور اس سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے۔
(۴) آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا	ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور خرچ

مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ
كَبِيْرٌ ۝ (حدید-۱)

کرو اس سے جس میں اس نے تمکو پہلوں کا جانشین بنایا ہے۔ پس وہ لوگ جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور وہ خرچ کرتے ہیں، انکے واسطے بہت بڑا اجر ہے۔

(۵) اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ
وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ
لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝
(حدید-۲)

یقیناً وہ مرد جو خیرات کرتے ہیں، اور وہ عورتیں جو خیرات کرتی ہیں، اور جو خدا کیلئے لوگوں کو اپنے مالوں سے کاٹ کر کچھ دیتے ہیں، انکے مال بڑھائے جائینگے۔ اور ان کے واسطے اچھا بدلہ ہے۔

(۶) وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ
وَالْمَحْرُوْمِ ۔ (ذاریات-۱)

اور ان (مسلمانوں) کے مالوں میں سوال کرنیوالے اور ضرورت مند کا حق ہے۔

(۷) كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ
وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۝ (انعام-۱۷)

کھاؤ اُس (کھیتی) کے پھل سے جب وہ پھل دے اور دو اس کا حق اُسے کاٹنے کے دن۔

(۸) ایک کافر کی یہ حالت بیان کرکے کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ فرمایا:۔

اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝
وَلَا يَحُضُّ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝

یہ خدائے بزرگ پر ایمان نہ لاتا تھا، اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔

(۹) وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰي حُبِّهٖ
مِسْكِيْنًا وَّيَتِـيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا
نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ
جَزَاۗءً وَّلَا شُكُوْرًا (دہر-۱)

اور وہ (نیک لوگ) کھانا کھلاتے ہیں مسکین اور یتیم اور قیدی کو (اور وہ کہتے ہیں) ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کھلاتے ہیں، نہ تم سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں۔ اور نہ شکریہ۔

(۱۰) اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ
(قصص-۸)

اور لوگوں سے احسان سے پیش آؤ جیسا کہ خدا نے تم پر احسان کیا ہے (یعنی ہزاروں نعمتیں عطا کی ہیں)

علاوہ ازیں اسلام نے بعض احکام کی خلاف ورزی کا کفارہ (سزا) غرباء کو کھانا کھلانا مقرر کیا ہے۔

مثلاً اگر کوئی شخص حج کے لئے احرام باندھکر جانور مارے تو اس کے لئے یہ کفارہ بھی رکھا ہے، کہ وہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے[1]۔ اور ظہار[2] سے رجوع کرنے کے لئے منجملہ دیگر کفّاروں کے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا بھی[3] ہے۔ پھر قسم توڑنے کا یہ کفّارہ مقرر کیا ہے، کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے، یا انہیں کپڑے دیئے جائیں[4]۔ اسی طرح صدقۃ الفطر جو عید الفطر سے پہلے ہر سال ہر مومن مرد عورت بچے بوڑھے سے ایک مقررہ شرح سے وصول کیا جاتا ہے، اور جس کی ادائیگی فرض ہے، اس کا مصرف بھی غربا، مساکین اور یتامٰی کی ضروریات کو پورا کرنا ہی ہے۔

پس اسلام نے احتیاج اور ضرورت کی وجہ سے فسادات کے انسداد کا پورا پورا انتظام کیا ہے۔

تیسرا سبب فسادات اور جھگڑے پیدا ہونے کا یہ ہے۔ کہ بعض لوگ عادتاً شریر الطبع واقع ہوئے ہوتے ہیں، اس لئے وہ عادت سے مجبور ہو کر لڑائیاں اور جھگڑے کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کا باعث تعلیم صحیح یا تربیت کی کمی ہوتا ہے۔ اس سبب کو دور کرنے کے لئے اسلام نے دو علاج کئے ہیں۔

پہلا یہ کہ سوسائٹی کے افراد کو علم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے علم اور علماء کی تعریف اور جہل اور جہلا کی مذمت بیان کی ہے۔ فرمایا:۔

(۱) وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (مجادلہ - ۲)[5] — جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے۔ ان کے بڑے مدارج ہیں۔

(۲) قرآن مجید میں علم کی زیادتی کی دعا سکھائی گئی ہے۔

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ - ۶) — اے میرے رب میرا علم بڑھا۔

(۳) اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ط (فاطر - ۴) — اللہ تعالےٰ سے صرف اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی علم حاصل کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ فرمایا:۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجہ) — علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

---

[1] مائدہ - ع ۱۳ [2] ظہار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے تو مجھپر ماں کی طرح ہے [3] مجادلہ - ع ۱ [4] مائدہ - ع ۱۲

اور جنگِ بدر میں جو اسیر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ ان میں سے جو فدیہ نہ دے سکتے تھے، اور وُہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ان کے بارہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں، تو ان کو رہا کر دیا جائے گا۔[1] غرض اسلام نے تعلیم حاصل کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے، تا جہالت کی وجہ سے جو فسادات دنیا میں ہوتے ہیں، ان کا سدّ باب ہو۔

دوسرا علاج اسلام نے عادت کی وجہ سے فسادات کرنے کا یہ کیا ہے، کہ ہر قوم من حیث القوم اپنے تمام افراد کی تربیت کی ذمہ دار قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ بعض جرائم مثلاً قتل کے لئے بعض حالات میں اسلام نے مجرم کی ساری قوم پر دیت ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ اور احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجرم کی قوم سے دیت کا روپیہ جمع کر کے ادا کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے، کہ ایک عورت نے دوسری حاملہ عورت کو پتھر وغیرہ مار کر اس کا حمل گرا دیا، تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجرم عورت کے رشتہ داروں سے اس کی دیت[2] دلائی۔ اس طرح قوم پر جرمانے ڈالنے سے ہر شخص اپنی یہ ذمہ داری محسوس کرے گا، کہ افراد کی تربیت صحیح ہو۔ اور یہ بھی فسادات کو روکنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library

چوتھا سبب فسادات اور جھگڑوں کا یہ ہے، کہ ایک فریق دوسرے پر ظلم اور تعدّی کرتا ہے، جس سے ان میں باہمی نفرت اور عداوت کا بیج بویا جاتا ہے، اور ہر ایک دوسرے کو نقصان پہونچانے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اسلام نے اس قسم کے فسادات کو روکنے کے لئے ظلم اور تعدّی کی تمام صورتوں کو ممنوع قرار دیا ہے، حتّٰے کہ ایسے دشمنوں اور مخالفوں سے بھی زیادتی کرنے سے روکا ہے جن سے شدید نقصان پہونچ چکا ہو۔ فرمایا:۔

(۱) وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا۔ (مائدہ-۱)	اور اپنے مخالفین کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تمہیں عزّت والی مسجد سے روکا ہے، تم کو ان پر زیادتی کرنے پر آمادہ نہ کرے۔

[1] مسند ابن حنبل جلد ۱ صفحہ ۲۴۷ ؛ [2] ترمذی ابواب الدیات۔

(۲) وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا قف ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ز (مائدہ - ۲)

اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے، انصاف کرو، یہ تقوے کے زیادہ قریب ہے۔

(۳) وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔ (البقرہ - ۲۴)

اور نہ زیادتی کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۴) اسلام چونکہ ہر بُرائی کی جڑ پر ضرب لگاتا اور اُسے کاٹتا ہے۔ اس لئے اس نے ظلم اور تعدّی کو منع کرنے پر ہی بس نہیں کی، بلکہ اس کی وجہ دریافت کرکے اس کا علاج بتایا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Digitized by Khilafat Library

اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا۔

مدد کر اپنے بھائی کی ظالم ہونے کی حالت میں اور مظلوم ہونے کی حالت میں بھی۔

صحابہؓ نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! مظلوم کی حمایت تو ہم سمجھ گئے ہیں، ظالم کی حمایت کیسے کریں؟ آپؐ نے فرمایا ظالم کی حمایت یہ ہے، کہ اُسے ظلم سے روکو۔ ظلم اور تعدّی کی وجہ ناجائز جنبہ داری ہوتی ہے۔ اگر ناجائز جنبہ داری نہ کی جائے۔ تو دنیا سے ظلم فوراً دُور ہو جائے۔ دنیا کے لوگوں کا عام طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی دوسرے پر ظلم کرتا ہے، تو غیر اور بیگانے اس کے ظلم کے خلاف آواز اُٹھاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں، ظلم نہ کرو، مگر اپنے اور دوست اس کی تائید کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ ظلم نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، کہ ظالم اپنے تئیں حق بجانب سمجھتا ہے، اور اُسے اپنے ظلم کا احساس تک نہیں ہوتا۔ لیکن اگر دوست بھی ظلم کو ظلم کہیں، تو ظالم یہ سمجھیگا، کہ مَیں فی الحقیقت بُرا کام کر رہا ہوں، اور وہ ظلم سے باز آجائے گا۔ دشمنوں کے متعلق تو یہ خیال کیا جاسکتا ہے، کہ یہ دشمنی اور شرارت سے مجھے ظالم قرار دے رہے ہیں، مگر دوستوں کے متعلق یہ خیال نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ظالم کے دوستوں کو چاہیئے، کہ وہ اُسے ظلم سے روکیں، اور ناجائز عصبیّت اور جنبہ داری سے کام نہ لیں۔ قرآن مجید اسی مفہوم کو ادا کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ-۱)

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ مگر گناہ اور زیادتی کے کاموں میں مدد مت کرو۔

پانچواں سبب فسادات اور جھگڑوں کا یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے کو ناجائز طور پر نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس سے ان میں باہمی کشمکش اور عداوت پیدا ہوتی ہے، اور بالآخر لڑائیاں اور فسادات ہو جاتے ہیں۔ اسلام نے زندگی کے مختلف شعبوں میں ایسے قانون وضع کر دیئے ہیں جن سے اس خرابی کا کامل انسداد ہو جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

مثلاً کسی کو نقصان پہونچانے کی ایک صورت یہ ہے۔ کہ ایک تاجر مناسب قیمت پر ایک چیز بازار میں فروخت کرتا ہے، مگر دوسرا آدمی اُسے نقصان پہونچانے کے لئے وہی چیز سستی بیچنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اس طرح دونوں کو نقصان پہونچتا ہے۔ اور بسا اوقات اس سے تجارتیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ اسلام نے اس سے منع کیا ہے۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ بازار سے گذر رہے تھے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کچھ فروخت کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا، کہ یا تو اس کی قیمت زیادہ کر دو، یا اسے اٹھا کر لیجاؤ۔[۱]

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی تجارتوں اور دیگر کارروائیوں کو روکنے کے لئے فرمایا لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِی الْاِسْلَامِ یعنے اسلام میں نہ بغیر مقابلہ اور نہ مقابلہ میں کسی کو نقصان پہونچانے کی اجازت ہے۔ اس تعلیم کی رُو سے اسلام میں Dumping ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ خرید و فروخت کی وہ تمام صُورتیں جن میں دھوکہ ہو، اور جن سے ایک فریق کو نقصان پہونچے، اسلام میں ناجائز ہیں۔ مثلاً بیع الغرر، منابذہ، اور ملامسہ وغیرہ۔

کسی کو نقصان پہونچانے کی ایک صورت عدم تعاون ہے۔ اس سے بھی باہمی عداوت اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اسلام میں ایسا عدم تعاون جس سے دوسرے کو نقصان پہونچانا مقصود ہو، ناجائز ہے۔ ہاں ایسا عدم تعاون جس کی غرض دوسرے کے ضرر سے بچنا ہو، جائز ہے۔ گویا دفاع کے طور پر

---

[۱] مؤطا امام مالک باب الحکرۃ والتربص۔

عدم تعاون جائز ہے لیکن حملہ کے رنگ میں ناجائز۔

چھٹا سبب فسادات اور جھگڑوں کا ایک دوسرے کی حق تلفی کرنا ہے۔ اسلام نے ایسے فسادات اور جھگڑوں کو روکنے کے لئے میاں بیوی، امیر و غریب، راعی و رعایا، خادم و مخدوم، اور افسر و ماتحت غرضیکہ تمدن و معاشرت ہیں جن دو فریقوں کو باہمی واسطہ پڑتا ہے، ان کے حقوق و فرائض علیحدہ علیحدہ مفصل طور پر مقرر کر دیئے ہیں۔ تا کوئی شخص حد سے تجاوز کر کے کسی کی حق تلفی نہ کرے۔

ساتواں سبب فسادات اور لڑائیوں کا یہ ہے کہ بعض لوگ دوسروں کے لئے عام ضرورتوں کی چیزوں کا استعمال روک دیتے ہیں۔ اسلام نے اس سے منع کیا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ — اور وہ (ہلاک ہونیوالے) عام استعمال کی چیزوں سے روکتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک انصاری اور حضرت زبیرؓ کا جھگڑا پیش ہوا۔ انصاری نے شکایت کی کہ زبیرؓ نے پانی کی نالی اپنے کھیت (جو اونچا تھا) سے میرے کھیت (جو نیچا تھا) میں آنے سے روک دی ہے۔ آپؐ نے زبیرؓ سے فرمایا کہ اپنے کھیت کو سیراب کر کے پانی آگے جانے دو۔ اور اسے مت روکو۔[1]

Digitized by Khilafat Library

آٹھواں سبب فسادات اور لڑائیوں کا یہ ہے کہ بعض لوگ بہت دولت جمع (Hoard) کر لیتے ہیں۔ اس طرح روپیہ بند ہو جاتا ہے اور چکر نہیں لگاتا۔ اور اس وجہ سے دوسرے لوگوں کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔ اسلام نے اس کے کئی علاج کئے ہیں۔

اوّل۔ زکوٰۃ کا حکم دیا۔ دوم۔ سود کی ممانعت کی۔ سوم۔ جائیداد کے ورثہ میں تقسیم کا حکم دیا۔ چہارم محنت کے بغیر یعنی اتفاقی طور پر مال کے حصول کے تمام ذرائع ناجائز قرار دیئے۔ مثلاً لاٹری۔ جوا۔ گھوڑ دوڑ وغیرہ۔ پنجم۔ مال کو جمع کرنے کی فی الجملہ مذمت کی۔ چنانچہ فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ — وہ لوگ جو جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور

---

[1] ترمذی جلد اوّل ابواب الاحکام۔

وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۝ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (توبہ - ۵)

انہیں خرچ نہیں کرتے اللہ کے راستے میں تو انکو دردناک عذاب کی خبر سُنا دے۔ جس دن کہ سونے چاندی کو گرم کیا جائیگا جہنم کی آگ میں پھر ان سے ان کے چہروں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ دیا جائیگا (اور کہا جائیگا) یہ نتیجہ ہے اس کا جو تم اپنے لئے جمع کرتے تھے۔ پس آج اس چیز کا جو تم جمع کرتے تھے مزہ چکھو۔

نواں سبب فسادات اور لڑائیوں کا لالچ ہے اسلام نے لالچ سے منع کرتے ہوئے فرمایا:۔

(۱) وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (طٰہٰ - ۸)

جو ہم نے ان (تمہارے اردگرد رہنے والوں) کو دنیاوی زندگی کے سامان دیئے ہیں، ان کی طرف لالچ کی نگاہ سے نہ دیکھو۔

(۲) وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (انساء - ۵)

اور تم اس چیز کا لالچ نہ کرو جس کے ساتھ اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

اسلام صرف یہی نہیں کہتا کہ لالچ نہ کرو، بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ لالچ بعث بعد الموت پر یقین نہ ہونے سے پیدا ہوتا ہے، اس لئے اسلام لالچ کی جڑ کو کاٹتا ہے اور بعث بعد الموت پر ایمان پر بہت زور دیتا ہے جیسا کہ فرمایا:۔

Digitized by Khilafat Library

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۝ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ (تغابن - ۱)

کافر کہتے ہیں کہ دوبارہ اٹھائے نہیں جائیں گے۔ تو کہدے ہاں میرے رب کی قسم ہے۔ کہ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔

دسواں سبب فسادات اور لڑائیوں کا ایک دوسرے کو تمدن معاشرت اور کلچر وغیرہ کے اعتبار سے حقیر سمجھنا ہے۔ اسلام نے اسے ناپسند کیا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ (حجرات - ۲) کوئی قوم دوسری قوم کو اپنے سے حقیر نہ سمجھے۔

گیارھواں سبب فسادات اور لڑائیوں کا بے جا فخر اور تکبّر اور غرور ہے۔ اسلام اس کے متعلق فرماتا ہے:

(۱) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (نساء - ۶) یقیناً اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا متکبّر اور فخر کرنے والے کو۔

(۲) اور قومی فخر اور تکبّر و غرور کی عمارت کو پیوندِ زمین کرتے ہوئے فرمایا:-

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (حجرات - ۲)

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور ہم نے تم کو مختلف خاندانوں اور قبیلوں میں اس لئے تقسیم کیا ہے تا تم ایک دوسرے کو پہچانو ضرور تم میں سے خدا کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متّقی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

بارھواں سبب فسادات اور لڑائیوں کا ایک فریق کی اپنی کمزوری ہے، جس سے دوسری قوموں کو اس پر حملہ کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔ اس کے لئے اسلام نے فرمایا ہے:-

وَ اَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ (انفال - ۸) اور اپنے مخالفین کے دفع شر کے لئے جس قدر قوت پیدا کر سکتے ہو کرو۔

اسلام جنگ کا دشمن ہے۔ مگر شرارت اور فتنہ کو روکنے کے لئے اس نے جنگ کی اجازت دی ہے۔ اور اس کے لئے تیاری کا حکم دیا ہے۔ دُنیا میں امن قائم کرنے کا ایک یہ ذریعہ بھی ہے، کہ فتنہ پردازوں اور شریروں کا جو ملک میں فساد پھیلا کر اس کے امن کو تباہ کرتے ہیں قلع قمع کیا جائے اور اسلامی لڑائیوں کی یہی غرض تھی۔ چنانچہ اس کا ایک زبردست ثبوت یہ ہے، کہ قرآن کریم نے مسلمانوں کو مندرجہ بالا حکم کے مًابعد یہ حکم دیا ہے، کہ اگر وہ قوم جس سے تمہاری جنگ ہو رہی ہو، صلح کا پیغام بھیجے، تو اس خیال سے کہ اس کے دل میں شرارت ہے، اور وہ صرف وقفہ چاہتی ہے، صلح سے انکار نہ کرو۔ جب تک اس کی طرف سے شرارت ظاہر نہ ہو، جنگ کو مٹانے اور صلح کرنے کی کوشش کرو۔ ارشاد ہوتا ہے

وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ (انفال - ۸)

اور اگر وہ (مخالف) صلح کے لئے جھکیں۔ تو تم بھی جھک جاؤ۔ اور اللہ پر توکّل کرو یقیناً وہ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ (مخالف) تمہیں دھوکا دینا چاہیں تو اللہ تمہیں کافی ہے (وہ ان کے مقابلہ کی تمہیں طاقت دے گا)

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام صلح اور امن کا کس قدر حامی اور دلدادہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امن پسندانہ طبیعت و رجحان کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے، کہ حضورؐ نے صلح حدیبیہ میں محض جنگ کو ٹالنے کے لئے ایسی شرائط منظور کر لیں، جو بظاہر مسلمانوں کے لئے مضر تھیں۔

تیرھواں سبب فسادات اور لڑائیوں کا معاہدات کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ اسلام نے معاہدات کی پابندی پر زور دیا ہے۔ فرمایا:-

Digitized by Khilafat Library

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (مائدہ-۱) اے ایمان والو معاہدات کی پابندی کیا کرو۔

اسلام معاہدات کی اس قدر عزّت کرتا ہے۔ کہ اس نے یہ حکم دیا ہے کہ جس قوم سے تمہارا معاہدہ ہے اس سے جس جس قوم کا معاہدہ ہے، وہ بھی اگر تمہارے خلاف عملاً جنگ میں شامل نہ ہو تو تم اس سے بھی جنگ نہ کرو۔ خواہ وہ ایک برسرِ جنگ قوم کا حصّہ ہی ہو۔

معاہدہ کو ختم کرنے کے متعلق اسلام نے یہ تعلیم دی ہے۔ کہ اگر اس قوم سے جس سے تمہارا معاہدہ ہے تمہیں شرارت کا خطرہ ہے، تو باوجود اس کی شرارت کے اس پر اچانک حملہ نہ کرو، بلکہ اُسے پہلے نوٹس دو، کہ ہم معاہدہ کو ختم کرتے ہیں، کیونکہ تمہاری طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی ہوئی ہے[1]۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار سے جو معاہدات کئے۔ حضورؐ نے ہمیشہ ان کی پابندی کی، حالانکہ بعض حالات (مثلاً معاہدہ صلح حدیبیہ) میں مسلمانوں کو ان سے شدید نقصان پہونچ رہا تھا۔ مگر کفّار نے ہر مرتبہ معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

[1] انفال۔ رکوع ۵)

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝ (انفال - ۷)	خدا کے نزدیک چوپاؤں سے بدتر ہیں وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اور وہ ایمان نہیں لائے۔ ان سے تم نے معاہدہ کیا۔ پھر یہ اپنے عہد کو ہر مرتبہ توڑتے ہیں اور تقوٰے اختیار نہیں کرتے۔

یہ وہ اُصول ہیں جو اسلام نے فسادات اور جھگڑوں کو روکنے کے لئے پیش کئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ اسلام نے کوئی ایسا رخنہ یا سوراخ نہیں چھوڑا، جس سے فساد واقع ہونے کا امکان ہو اور اسے بند نہ کیا گیا ہو۔

Digitized by Khilafat Library

بالآخر ہم اس مضمون کو ختم کرتے سے قبل سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں اسلام کا ایک اور سنہری اصول ذکر کرتے ہیں، جو حکومتوں کی باہمی جنگوں کو روکنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"جھگڑوں کو مٹانے کے لئے (اسلام نے) ایک عجیب حکم دیا ہے جسے آج ہم لیگ آف نیشنز کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ لیکن ابھی تک یہ لیگ ویسی مکمل نہیں ہوئی۔ جس حد تک کہ اسلام اس کو لے جانا چاہتا ہے۔ اسلام یہ حکم دیتا ہے۔ کہ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (حجرات - ۱۰) یعنی اگر دو قومیں مسلمانوں میں سے آپس میں لڑ پڑیں۔ تو ان کی آپس میں صلح کرادو۔ یعنی دوسری قوموں کو چاہیئے۔ کہ بیچ میں پڑ کر ان کو جنگ سے روکیں۔ اور جو وجہ جنگ کی ہے، اس کو مٹائیں۔ اور ہر ایک کو اس کا حق دلائیں۔ لیکن اگر باوجود اس کے ایک قوم باز نہ آئے، اور دوسری قوم پر حملہ کر دے، اور مشترکہ انجمن کا فیصلہ نہ مانے تو اس قوم سے جو زیادتی کرتی ہے سب قومیں مل کر لڑو۔ یہاں تک کہ خدا کے حکم کی طرف وہ لوٹ آئے یعنی ظلم کا خیال چھوڑ دے۔ پس اگر وہ اس امر کی طرف مائل ہو جائے، تو ان دونوں قوموں میں پھر صلح

کرادو مگر انصاف اور عدل سے اور مروّت سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت میں بین الاقوامی صلح کے قیام کے لئے مندرجہ ذیل لطیف گُر بتائے ہیں:۔

سب سے اوّل۔ جب دو قوموں میں لڑائی اور فساد کے آثار ہوں تو معًا دوسری قومیں بجائے ایک یا دوسری کی طرفداری کرنے کے ان دونوں کو نوٹس دیں کہ وہ قوموں کی پنچایت سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرائیں۔ اگر وہ منظور کرلیں، تو جھگڑا مٹ جائے گا۔ لیکن اگر ان میں سے ایک نہ مانے اور لڑائی پر تیار ہو جائے، تو دُوسرا قدم یہ اٹھایا جائے کہ باقی سب اقوام اس کے ساتھ مل کر لڑیں۔ اور یہ ظاہر ہے، کہ سب اقوام کا مقابلہ ایک قوم نہیں کر سکتی ضرور ہے کہ جلد اس کو ہوش آجائے۔ اور وہ صلح پر آمادہ ہو جائے۔ پس جب وہ صلح کے لئے تیار ہو تو تیسرا قدم یہ اٹھائیں کہ ان دونوں قوموں میں جن کے جھگڑے کی وجہ سے جنگ شروع ہوئی تھی صلح کرادیں۔ یعنی اس وقت اپنے آپ کو فریق مخالف بنا کر خود اس سے معاہدات کرنے نہ بیٹھیں، بلکہ اپنے معاہدات تو جو پہلے تھے وہی رہنے دیں۔ صرف اسی پہلے جھگڑے کا فیصلہ کریں، جس کے سبب سے جنگ ہوئی تھی۔ اس جنگ کی وجہ سے نئے مطالبات قائم کر کے ہمیشہ کے فساد کی بنیاد نہ ڈالیں۔" (احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸)

پس اسلام اپنے نام کی طرح فی الواقعہ صلح اور آشتی کا مذہب ہے، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقی معنوں میں امن وسلامتی کے علمبردار اور شاہزادہ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؁

Digitized by Khilafat Library

کمال اتاترک

مصطفےٰ کمال جن کی بے وقت موت نے ایک دُنیا کو سوگوار بنا دیا ہے، ۱۲ر مارچ ۱۸۸۱ء کو سالونیکا میں محکمہ جنگی میں ایک معمولی افسر علی رضا کے ہاں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں باپ کا سایہ ان کے سر سے اُٹھ گیا، اور ان کی پرورش کا سارا بار اُن کی دو چھوٹی بہنوں کے ساتھ ان کی جوان اور غریب بیوہ ماں کے کمزور کندھوں پر پڑ گیا۔ زبیدہ ــ کہ یہ مصطفےٰ کمال کی ماں کا نام تھا ــ ایک غیر معمولی عورت تھی۔ مصطفےٰ کمال کے حالاتِ زندگی کو لکھنے والے، جن میں خود مصطفےٰ کمال بھی شامل ہیں، سب اس بات پر متفق ہیں، کہ مصطفےٰ کمال کا سارا شاندار مستقبل ان کی غریب اور بیوہ ماں زبیدہ کا ممنونِ احسان تھا۔ اور یہ ایک عجیب اتفاق کی بات ہے، کہ موجودہ زمانہ کے اکثر ڈکٹیٹر مصطفےٰ کمال کی طرح غیر معمولی ماؤں کے بیٹے ہیں۔ ان کی تربیت میں ان کے باپوں کا بہت کم حصّہ ہے۔ مسولینی ہٹلر۔ پولینڈ کا ڈکٹیٹر پلسودکی، اور سٹالن سب کے سب نے بہادر، غیور، عقل مند اور غیر معمولی طور پر ذہین ماؤں کی گودوں میں پرورش پائی ہے۔

زبیدہ نے اپنے بیٹے کی ترقی کی ہر منزل کو دیکھا ہے۔ سالونیکا میں پیدا ہونے والے یتیم مصطفےٰ کمال سے لیکر ــ جس کی تعلیم کا کوئی نگران نہ تھا، اور جو افلاس اور تنگدستی کی وجہ سے اپنے چچا کے ساتھ ہل چلاتا رہا، اور اس کے باغ کے درختوں سے پرندے اڑاتا رہا ــ اُس نے ۱ا کروڑ انسانوں کی زندگی اور موت پر پُورا اختیار رکھنے والے کمال کو بھی دیکھا، اور ابھی چند سال ہوئے کہ انگورا میں اِس باکمال عورت کا انتقال ہُوا ہے۔ مصطفےٰ کمال کے سوانح حیات لکھنے والے لکھتے ہیں، کہ صرف زبیدہ ہی ایک ایسی عورت تھی، جس کے ساتھ مصطفےٰ کمال آخر تک وفادار رہا۔

یورپ کے بعض دوسرے ڈکٹیٹروں کے ساتھ مصطفےٰ کمال کو ایک اور خصوصیت بھی حاصل ہے۔ وہ پورے طور پر اس ملک کا باشندہ نہ تھا جس کی قسمت کا بعد میں وہ مالک بنا، اور جس کو

موت سے اس نے حیات بخشی۔ ہٹلر جرمنی کا ڈکٹیٹر جرمن نہیں بلکہ آسٹرین ہے، سٹالن رُوسی نہیں بلکہ جارجیا کا باشندہ ہے" اور اس کا روسی زبان بولنے کا لہجہ ابھی تک جارجین ہے۔ پلسودکی موجودہ پولینڈ کا نجات دہندہ پولینڈ کا نہیں بلکہ لتھونیا کا رہنے والا تھا۔ ڈی ویلرا آئرلینڈ کا سب سے بڑا قومی ہیرو امریکہ میں کیوبا سے آکر آباد ہونے والے ایک ہسپانوی مہاجر کے ہاں پیدا ہُوا۔

اسی طرح مصطفےٰ کمال سالونیکا (یونان) میں پیدا ہُوا، اس کے والدین پُورے طور پر تُرک نہ تھے۔ اس کا باپ علی رضا البانوی تھا، اور اس کی ماں ایک ایسے ترک کسان کی لڑکی تھی جس نے میسی ڈونیا کی ایک عورت سے شادی کی تھی۔

مصطفےٰ کمال چند سال کے ہوئے۔ تو ان کو سالونیکا کے سکول میں داخل کیا گیا۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد ایک ہم جماعت کے ساتھ لڑائی کی وجہ سے ان کو سخت سزا ملی۔ اس سزا کے خلاف اظہار ناراضگی کے طور پر مصطفےٰ کمال نے سکول جانا چھوڑ دیا۔ اور یہ بچہ جس نے ایک ایک استاد سے لڑکر اپنی تعلیم کو قربان کر دیا، بعد میں بہت بڑا "لڑاکا" ثابت ہُوا۔ وہ اپنے سلطان اور خلیفہ عبدالحمید کے ظلم اور استبداد کے خلاف لڑا، وہ طرابلس میں اٹلی کے خلاف اور بلقان میں بلقانی حکومتوں کے خلاف لڑا، وہ انور پاشا، طلعت پاشا اور جمال پاشا سلطان عبدالحمید کی معزولی کے بعد حکومت کی ساری طاقت کو اپنے ہاتھ میں کر لینے والوں سے لڑا، درہ دانیال میں انگریزوں کے خلاف لڑا، شام اور فلسطین میں جاکر لڑا، سقاریہ پر یونانیوں کی ہوسِ ملک گیری کے خلاف لڑا، لوزان میں انگریزوں کی ڈپلامیسی کے خلاف لڑا۔ اپنے ملک کی جہالت اور توہم پرستی کے خلاف لڑا۔ غرضیکہ مصطفےٰ کمال ایک مجسم جنگ تھا۔ اس کی ساری عمر جنگ کرتے گذری۔ اور وہ اپنی ساری جنگوں اور مہموں میں کامیاب رہا لیکن اپنی زندگی کی آخری جنگ میں وہ بُری طرح ہارا، اور موت کے بے پناہ ہاتھ نے ایک ہی وار میں اس کی ساری خواہشوں، امیدوں اور پروگراموں کا خاتمہ کر دیا۔

مصطفےٰ کمال کا رجحان بچپن ہی سے فوجی زندگی کی طرف تھا۔ اپنی ماں کی خواہش کے خلاف وُہ فوجی داخلہ کے امتحان میں شریک ہُوا، اور کامیاب ہوکر سالونیکا کے فوجی سکول میں داخل ہو گیا۔ مصطفےٰ کمال

Digitized by Khilafat Library

کا اصلی نام جو اس کے والدین نے رکھا مصطفےٰ تھا۔ سالونیکا کے اِس فوجی سکول میں اس کے استاد کا نام بھی مصطفےٰ تھا۔ کچھ استاد اور شاگرد میں اس ہمنامی کی وجہ سے بعض اوقات جو غلط فہمی پیدا ہو جاتی تھی، اس کو دُور کرنے کے لئے اور کچھ اس سبب سے کہ مصطفےٰ استاد اپنے مصطفےٰ شاگرد کی ریاضی کی قابلیّت سے غیر معمولی طور پر متأثر ہؤا، یا یہ کہ اس نے اپنی خداداد فراست سے اسی وقت پہچان لیا کہ یہ نوجوان ایک انمول موتی ہے، جس نے آگے چل کر قوموں اور ملکوں کی قسمتوں کے فیصلے کرنے ہیں، اس نے اس کے نام کے ساتھ کمال کا لفظ بڑھا کر اس کو مصطفےٰ سے مصطفےٰ کمال بنا دیا۔ یہ نام کی تبدیلی کچھ ایسی سعید ساعت میں ظہور میں آئی، کہ مصطفےٰ کمال نے اپنی مختصر حیاتِ مستعار میں اپنی اور اپنی قوم اور ملک کی زندگی کے ہر شعبہ اور پہلو میں وُہ وُہ کمال کر کے دکھلائے کہ موجودہ مؤرّخین کا ایک کثیر حصّہ اس کو سیاسی دنیا میں بیسویں صدی کا سب سے بڑا انسان خیال کرتا ہے۔ فوجی قابلیّت کے لحاظ سے نپولین کے بعد اس کو دُنیا کا سب سے بڑا جرنیل سمجھا جاتا ہے۔ جس کے سامنے ہنڈن برگ لیوڈن ڈارف، مارشل فاش اور لارڈ ہیگ کی فوجی قابلیّت ہیچ تھی۔ اپنی ذاتی استعدادوں، انتظامی قابلیّت، سیاسی فراست اور اپنے ملک اور قوم میں اثر کی وجہ سے وہ یورپ کے موجودہ ڈکٹیٹروں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ Inside Europe کا مشہور مصنف مسٹر جان گنتھر اپنی شہرہ آفاق کتاب کے صفحہ ۴۱۴ میں ہٹلر اور مسولینی وغیرہ کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

Kamal Atatürk is the roughneck of dictators. Beside him, Hitler is a milksop, Mussolini a perfumed dandy, and Goemboes a creature of the drawing room.[1]

زبیدہ کا بیٹا مصطفےٰ اپنی خداداد قابلیت اور غیر معمولی ذہانت کی وجہ سے اپنے سکول میں مصطفےٰ کمال

[1] کمال اتاترک ڈکٹیٹروں میں سب سے زیادہ اکڑ باز ہے۔ اس کے سامنے ہٹلر بُزدل محض، مسولینی ایک خوشبو لگا کر پھرنے والا بانکا، اور گومبوش (ہنگری کا ڈکٹیٹر) نقصان کا ٹڑا ہے:۔

کہلایا، درہ دانیال میں انگریزی بیڑے کو اس حالت میں کہ ترکی فوجوں کا جرمن جرنیل فان لیمان سانڈرس فتح سے بالکل مایوس ہوچکا تھا، شکست دینے کی وجہ سے مصطفٰے کمال پاشا مشہور ہؤا۔ ۱۹۲۱ء میں سقاریہ کے ایک ہی معرکہ میں یونان کو ایک برباد کُن شکست دینے کے سبب اس کو قوم نے غازی کا خطاب دیا، اور غازی مصطفٰے کمال پاشا کے نامِ نامی سے دُنیا اس کو جاننے لگی، دس سال بعد اپنے ملک میں تمام فوجی اور سیاسی خطابات کو موقوف کر دینے کے سبب اس کا نام غازی مصطفٰے کمال رہ گیا۔ اور اپنی زندگی کے آخری سالوں میں اس نے کمال اتاترک کہلانا پسند کیا۔ جس کے معنے ہیں "ترکوں کا باپ"۔

نام میں اس بار بار کی تبدیلی کے سبب اس کا اصلی نام یا اس کے نام کا سب سے پیارا حصہ مصطفٰے اس کے نام سے کٹ گیا۔ اور یہ بات کہ اس نے مصطفٰے کے لفظ کو ہی اپنے نام سے علیحدہ کر دیا، بعض مصنّفین کے اِس دعویٰ کی کہ کمال اتاترک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر رو پڑتا تھا، ایک حد تک تردید کرتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

سالونیکا کے ہائی سکول سے مصطفٰے کمال ملٹری کالج میں، اور وہاں سے قسطنطنیہ کی یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔ زندگی کے یہی دن ہوتے ہیں جن میں انسان کے مستقبل کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ مصطفٰے کمال طلباء میں اپنی قابلیّت کی وجہ سے ممتاز تھے۔ وہ بہت مطالعہ کرنے والے نوجوان تھے۔ انہوں نے والٹئر اور روسو کو پڑھا۔ اور نامق بے کی کتابوں اور رسالوں کا شوق سے مطالعہ شروع کر دیا۔ ان کتابوں اور رسالہ جات کا پڑھنا حکومت کی طرف سے ممنوع تھا۔ مصطفٰے جو بچپن ہی سے "لڑاکا" تھا، اور جس کے بدن میں اب جوانی کا خون دوڑ رہا تھا، اور یورپ کے مصنّفین کی کتابیں پڑھکر جس کے خیالات میں وسعت اور جرأت پیدا ہوچکی تھی، وہ بھلا کب ان امتناعی احکامات کی پرواہ کرسکتا تھا۔ نتیجہ یہ ہؤا، کہ اس کا شمار مُشتبہ لوگوں میں ہونے لگا۔ اور اس نے زیادہ سے زیادہ سیاسی معاملات میں دلچسپی لینی شروع کی۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے، کہ کس طرح سلطان عبدالحمید کی حکومت کے خلاف ڈاکٹر ناظم بے کی پیرس والی انجمن اتحاد و ترقی، اور سلطان کے بھتیجے صلاح الدین کی برلن

والی پارٹی کے لیڈروں سے مل کر وہ حکومت کے خلاف پراپاگنڈا کرتا رہا، اور اس کے نتیجہ میں گرفتار ہوا، اور شام میں جلاوطن ہوا، اور پھر سالونیکا پہونچا، اور آخر طلعت، جمال اور انور کے ساتھ مل کر ۱۹۰۸ء میں سلطان عبدالحمید کی حکومت کے تختہ کو الٹنے میں کامیاب ہوا۔ طرابلس میں بھیس بدل کر پہونچا، اور اٹلی کے خلاف بہادری سے لڑا۔ وہاں سے جنگ بلقان میں شامل ہونے کے لئے قسطنطنیہ پہونچا، اور جنگِ بلقان کے بعد صوفیہ میں فتحی بے کے ساتھ جو آجکل پیرس میں ترکی کے سفیر ہیں، مشیر عسکری مقرر ہوا۔ ان واقعات کا تفصیلی ذکر ایک مختصر سے مضمون میں نہیں آسکتا۔ اس کے بیان کے لئے ایک کتاب کی ضرورت ہے۔

مصطفےٰ کمال صوفیہ ہی میں تھے، جب جنگ عظیم شروع ہوئی۔ وہ جنگ میں شریک ہونے کے خلاف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ترکی کو غیر جانبدار رہنا چاہیئے، اور اگر ضرور لڑائی میں شامل ہونا ہی ہے، تو اتحادیوں کے ساتھ شامل ہونا چاہیئے۔ انہوں نے لڑائی کے شروع میں ہی کہدیا تھا، کہ جنگ میں جرمنی کو شکست ہوگی۔ لیکن چونکہ ترکی کے اُس وقت کے ارباب بست وکشاد جرمنی کے زیر اثر تھے، اور وزیر حرب انور پاشا تو قیصر کے ذاتی دوست تھے، اس لئے ترکی جرمنی کے ساتھ اتحادیوں کے خلاف جنگ میں شامل ہوگیا۔ ایام جنگ میں وہ شاہزادہ وحید الدین کے ہمراہ اس خیال سے جرمنی بھیجے گئے تھے، کہ جرمنی کے فوجی نظام اور اس کے فتح کردہ علاقہ جات کو دیکھکر وہ جرمنی کے متعلق اپنے خیال کی غلطی کو تسلیم کرلیں۔ لیکن جرمنی میں پہونچ کر قیصر کی موجودگی میں انہوں نے ہنڈن برگ اور لیوڈان ڈارف کو کہدیا، کہ ایک ہی وقت میں مختلف محاذ پر جنگ کرنا غلطی ہے۔ اور جرمنی سے جب وہ واپس ہوئے تو باوجود اس کے کہ اس وقت جرمنی اتحادیوں کو شکستوں پر شکستیں دے رہا تھا، اپنے اس خیال میں زیادہ مضبوط ہو کر لوٹے، کہ انجام کار جرمنی کو شکست ہوگی، اور جرمنی کے ساتھ ترکی بھی برباد ہوگی یہ امر کہ مصطفےٰ کمال پاشا کی جرمنی کے متعلق اُس وقت کی قائم کردہ رائے کا ـــ جبکہ ظاہری حالات میں فتح جرمنی کو ہونی تھی، اور صرف جرمنی کے جرنیل ہی نہیں، بلکہ خود اتحادیوں کے کمانڈر بھی سمجھ رہے تھے، کہ فتح جرمنی کو ہوگی ـــ ڈیڑھ سال کے بعد پورا ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے، کہ حربی امور میں مصطفےٰ کمال کی نگاہ نہایت دُور بین اور اس کی رائے بہت صائب تھی۔

جنگ عظیم ختم ہوئی جرمنی کو شکست ہوئی ۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا ۔ ترکی کے سارے علاقے اغیار کے قبضہ میں چلے گئے ۔ خود قسطنطنیہ پر اتحادیوں نے قبضہ کر لیا ۔ اور خلیفہ انگریزوں اور فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں محض ایک کٹ پتلی بن کر رہ گیا ۔ صلحنامہ وارسائے غیر منصفانہ شرائط پر مرتب کیا گیا ۔ مگر عہدنامہ سیورے جس کی رُو سے ترکی سلطنت کو دُنیا سے حرف غلط کی طرح مٹائے جانے کا انتظام کیا گیا تھا ، اس سے بھی زیادہ ظالمانہ اور غاصبانہ تھا ۔ ہٹلر اتنی بڑی طاقت اور اتنی بڑی زبردست قوم کا حکمران ہونے کے باوجود ابھی صلحنامہ وارسائے کے غیر منصفانہ شرائط کے اثر کو پوری طرح زائل نہیں کر سکا ، لیکن مصطفیٰ کمال نے تھکی ہوئی ، درماندہ ، شکست خوردہ ، برباد شدہ ، اور اغیار کی زنجیروں اور سلاسل میں جکڑی ہوئی چھوٹی سی قوم کو لیکر آج سے ١٦ - ١٧ سال پہلے معاہدہ سیورے کے بخیے ادھیڑ کر رکھدیئے ۔ مصطفےٰ کمال کے مقابلہ میں ہٹلر کی کیا حیثیت ہے ؟

Digitized by Khilafat Library

جنگِ عظیم کے اختتام پر مصطفےٰ کمال ترکی افواج کے انسپکٹر جنرل تھے ۔ ان کو خلیفہ کی نام نہاد حکومت نے اناطولیہ کے باغیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا ۔ بلّی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا ۔ مصطفےٰ کمال نے انہی باغیوں کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کیا ۔ اور سیواس کے مقام پر جمہوریہ ترکیہ کی بنیاد رکھی ، اور ١٢ سال سے متواتر جنگ میں مبتلا قوم کے اِن چند ہزار بے سروسامان لیکن دل میں ملک کی محبت رکھنے والے اور تخت یا تختہ لینے کا تہیہ کئے ہوئے ترکوں کو لیکر اس نے ایک ہی وقت میں خلیفہ کی حکومت (جو انگریزوں اور فرانسیسیوں کے اشاروں پر ناچتی تھی) اور یونان کی فوجوں کو شکست دی ۔ اور پامسٹن اور گلیڈسٹن کی پالیسی کو جس کی اپنے ہاتھوں تکمیل کے خواب لائیڈ جارج دیکھ رہا تھا ، خاک میں ملا دیا ، اور لوزان کے معاہدہ کے ذریعہ یورپ کی متحدہ ڈپلومیسی کے تار پود کو بکھیر کر رکھدیا ۔

اسلام سے صلیبی جنگوں کا بدلہ لینے والوں کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا کر اور اپنے عزیز وطن کو اغیار کی دست و برد سے محفوظ کر لینے کے بعد مصطفےٰ کمال کا کام ختم نہ ہو گیا ۔ اس بہت بڑے کام کے بعد اس سے بھی ایک بڑا کام اس کے سامنے تھا ۔ اور وہ اس کے ملک کی تعمیر تھی ۔ اس کی مسیحا نفسی نے بے شک ترکی کے "مرد بیمار" میں جو زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا ، زندگی کی رُوح پھونکی ۔ ترکی

اب بے شک زندہ ہو چکا تھا۔ لیکن ایک زندہ انسان اور ایک طاقتور انسان میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ مصطفےٰ کمال اپنے عزیز ملک کو، اپنی پیاری قوم کو، ایک طاقتور قوم بنانا چاہتا تھا، جس کی دشمنی سے ڈرا جائے، اور جس کی دوستی کی خواہش کی جائے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلا کام اس نے یہ کیا۔ کہ ترکی خلافت کو جو نہ ترکی تھی، اور نہ خلافت تھی، اور جس کے ناقابل برداشت بوجھ کے نیچے یہ غریب ملک بیٹھا جا رہا تھا، یک قلم اُڑا کر دنیائے اسلام پر بالعموم اور ترکی پر بالخصوص ایک بہت بڑا احسان کیا۔ اس مزعومہ خلافت کے ساتھ وہ سب بُرائیاں بھی گئیں، جو اس کے زیر سایہ پرورش پا رہی تھیں۔ سلطان اور اس کے امراء و وزراء کے حرم اور لونڈیاں اور غلام اس کے ساتھ گئے۔ اور جہالت اور توہم پرستی کے اڈّے جو اس قسم کی حکومت کا جزو اعظم تھے، اپنے مربّی کے ساتھ ہی ملک بدر کئے گئے۔ فقیروں اور درویشوں کے تکیئے اُجڑ گئے۔ اوقاف کی کروڑوں روپیہ کی جائیداد جو شرّ من تحت ادیم السماء کے مصداق علماء کی عیاشیوں کے لئے وقف تھی، رفاہِ عام کے لئے خرچ ہونے لگی۔ جہالت کی جگہ تعلیم نے لے لی۔ جابجا سکول اور کالج اور یونیورسٹیاں بنائی گئیں۔ تجارت کو فروغ دیا گیا۔ صنعت و حرفت کے کارخانے کھولے گئے۔ ملک کی فوج، ہوائی طاقت اور بحری قوت کو ایک طاقتور اور باوقار سلطنت کے شایانِ شان بنایا گیا۔ ملک میں ریلوں کا جال بچھایا گیا۔ راستے محفوظ ہو گئے۔ تمام قوموں سے صلح اور امن کے تعلقات قائم ہوئے۔ ملکی ضروریات کو اپنے ملک میں مہیّا کرنے کا انتظام ہوُا۔ اور وطن کو بیرونی ملکوں کا دست نگر اور محتاج ہونے سے بچا لیا گیا۔ اور بلقانی ریاستیں جو آئے دن للچائی ہوئی نظروں سے ترکی کی طرف دیکھتی رہتی تھیں، ترکی کی قیادت قبول کرنے پر مجبور ہوئیں۔ غرضیکہ ہر وہ کام جو ملک کی تعمیر کے لئے ضروری تھا، اس بہادر، عالی حوصلہ اور ذہین قائد کی زیر نگرانی کیا گیا۔ اور برباد و تباہ شدہ ترکی کے کھنڈروں پر ایک طاقتور جمہوریت کا عالی شان قصر تعمیر ہوُا۔

کمال اتاترک اپنے وقت کا ایک بہت بڑا انسان تھا۔ وہ ایک ذہین، بہادر، اور عالی حوصلہ انسان، زمانہ حاضرہ کا سب سے بڑا جرنیل، ایک دُور بین سیاستدان، مدبّر اور نکتہ رس سٹیٹسمین تھا۔ قُوت کی لڑائی، درہ دانیال اور سقاریہ کی جنگ، جرمنی کے اقبال اور ظفرمندی کے وقت میں اس کی بربادی اور

شکست کے اسباب دیکھنا اس کی فوجی قابلیّت کو ظاہر کرتا ہے۔ معاہدہ لوزان، اٹلی، جرمنی، اور روس سے بیک وقت تجارتی معاہدات کرنا، اور ان ممالک کے خیالات کا اپنے ملک میں فروغ نہ ہونے دینا، پھر بلقانی ریاستوں کے ساتھ جن میں ترکی کا پُرانا دشمن یونان بھی شامل ہے، ایک معاہدہ کر کے ایک حد تک ان کو اپنی قیادت قبول کرنے کے لئے مجبور کر دینا، اور سب سے آخر ترکی، ایران، عراق، افغانستان کو ایک میثاق کے ذریعہ (میثاق سعد آباد) ایک سلک میں منسلک کر دینا، اس کی سیاسی دور اندیشی کے آئینہ دار ہیں۔ پندرہ سال کے قلیل عرصہ میں ایک مُردہ قوم کو زندہ کر کے طاقتور اور ایک ماڈرن اسٹیٹ بنا دینا، ایک ایسا مسیحی اعجاز ہے، جس کی نظیر اقوام کے زوال وعروج میں بہت کم ملے گی۔

مصطفےٰ کمال بہت بڑے انسان تھے۔ بڑے انسانوں کی خدمات جہاں بڑی ہوتی ہیں، وہاں انکی غلطیوں کے نتائج اور اثرات بھی بہت دیرپا اور خوفناک ہوتے ہیں۔ مصطفےٰ کمال نے اپنے ملک پر بہت بڑا احسان کیا۔ اس نے ترکی کو زندگی دی لیکن ساتھ ہی ملک کے بعض سچے خادم اور قابل مدبّروں کو جن کو ان کی پالیسی سے اختلاف تھا بعض موہوم الزامات کی بناء پر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ رفعت پاشا، علی فواد پاشا، جاوید پاشا، اور عارف بے جیسے سچے خادمان ملک پر ہر قوم فخر کریگی۔ لیکن ترکی کے یہ قابل فرزند مصطفےٰ کمال کی ذاتی عداوت کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھائے گئے۔ خالدہ خانم، ڈاکٹر عدنان اور رؤف بے جیسے مخلص اور ایثار پیشہ لوگ ترکی سے نکل جانے پر مجبور ہوئے۔ گو ان میں سے بعض ایک لمبے عرصہ کی جلاوطنی کے بعد اپنے ملک کو واپس جا چکے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

کہا جا سکتا ہے، کہ قوموں کے ایسے قائدوں سے جنہیں اپنی قوم کی کشتی کو خوفناک طوفانوں اور منجدھاروں سے گذار کر سلامتی اور امن کی بندرگاہ تک پہونچانا ہوتا ہے، ایسے افعال کا سرزد ہونا بعض اوقات ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اور کسی ڈکٹیٹر کا دامن اس دھبہ سے پاک نہیں، کہ اس نے اپنے اقتدار اور رُعب کے قیام کی خاطر بعض اپنے دوستوں اور ملک کے سچے خادموں کو مروا دیا۔ ہوسٹالن نے لینن کے سب ساتھیوں کو چُن چُن کر قتل کروا دیا ہے۔ وہ قومی خادم جنہوں نے قید وبند اور جلاوطنی کے مصائب برسوں سہے اور لینن کے دوش بدوش ہو کر روس میں ایک نئے نظام کو قائم کیے

یعنی زینوویف، کیمینیو، بخارن، راڈیک، ٹامسکی، وغیرہ اب ذلّت اور گمنامی کی قبروں میں سوئے پڑے ہیں۔ اور کپٹن روہم اور گریگر سٹراسر وغیرہ جن کے کندھوں پر سوار ہو کر ہٹلر نے اپنی موجودہ طاقت حاصل کی، ان کا جرمنی میں نام لینا بھی اب ایک خطرناک جرم خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن مصطفےٰ کمال اور سٹالن اور ہٹلر میں بہت بڑا فرق ہے۔ مصطفےٰ کمال سے بسبب اس کے مسلمان ہونے کے بہتر اخلاق کے ظہور کی توقع کی جاتی تھی۔

Digitized by Khilafat Library

ترکی قوم کے ان سچے اور جاں باز خادموں میں سے اکثر اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے ترک محض اس لئے جان سے مارے گئے، یا ترکی سے جلاوطن ہوئے، کہ وہ بعض ان "اصلاحات" کو جنہیں کمال اتاترک اپنے ملک میں جاری کرنا چاہتا تھا، غیر اسلامی سمجھتے ہوئے ان کے خلاف تھے، یا اگر وہ ان "اصلاحات" کے خلاف نہ تھے، تو ان کے نفاذ کے طریقہ کے خلاف تھے۔ مصطفےٰ کمال نے ملک میں مغربی لباس اور مغربی بود و باش کے طریقوں کو رواج دیا، بعض اسلامی احکامات کو منسوخ کر دیا۔ عربی رسم الخط کی بجائے لاطینی رسم الخط کو رواج دیا۔ ترکی زبان سے عربی و فارسی الفاظ اور محاورات نکال کر ان کی جگہ ترکی الفاظ اور محاورات کو دی گئی، قرآن کریم کو رومن کریکٹرس میں لکھا گیا، ملک میں ناچ اور سنیما اور شراب کی کثرت ہوئی، عورتیں پردہ سے باہر نکل کر زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے دوش بدوش کام کرنے لگیں، لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کو رواج دیا گیا، جمعہ کی بجائے اتوار کو یوم تعطیل بنایا گیا، اسلامی تیوہاروں کی جگہ بعض غیر اسلامی تیوہار ملک میں منائے جانے لگے، اسلامی قانون کی بجائے اٹالین، سوس اور جرمن Codes (قوانین) کے مجموعہ کو ملک میں جاری کیا گیا، اور "اصلاحات" کے اِس جنون میں کمال اتاترک یہاں تک پہونچے کہ مذہب کو محض ایک انفرادی چیز قرار دے کر اس کو سٹیٹ سے علیحدہ کر دیا۔ غرضیکہ ترکی کو ایک اسلامی ملک سے ایک غیر اسلامی اور مغربی ملک بنانے کے لئے جتنی بھی "اصلاحات" درکار تھیں، وہ سب مصطفےٰ کمال نے ترکی میں جاری کر دیں، اور تلوار کی نوک کے بل جاری کیں۔ اور ان "اصلاحات" کو جاری کرتے وقت وہ یہ سمجھتے رہے کہ ان کے ذریعہ وہ اپنے ملک کو مہذّب بنا رہے اور اس کو زندگی بخش رہے ہیں۔ حالانکہ وہ یہ نہ سمجھے، کہ

ترکی ان "اصلاحات" کے نفاذ سے پہلے زندہ ہوچکا تھا، اور یہ "اصلاحات" بعد میں آئیں۔ اور اس زندگی کا سبب وہ احساس تھا، جو جنگ عظیم کے بعد ترک قوم کے دل میں پیدا ہوا، کہ یا تو وہ آزاد ہو کر اپنے ملک میں رہیں گے، اور یا پھر دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیں گے۔ اور سر پہ ہیٹ پہن لینے، اور چرٹ پینے، اور سینما اور ناچ گھر میں عورتوں کی کمر میں ہاتھ دیکر ناچنے سے اس کو کوئی تعلق نہ تھا۔ انہوں نے یہ بھی خیال نہ کیا، کہ ترک قوم ہمیشہ سے ایسی کمزور اور "غیر مہذب" نہ تھی جیسے گذشتہ پچاس یا سو سال میں ہوچکی تھی۔ اس قوم نے اپنی اسی مذہبی محبت، انہی مذہبی طریقوں، اور اپنے اسی "غیر مہذب" اور مشرقی طریق معاشرت کے باوجود "مہذب" یورپ کے ایک بہت بڑے حصہ پہ صدیوں حکومت کی۔ اور یورپ کے بڑے بڑے "مہذب" حکمران ان "غیر مہذب" ترکوں کا نام سُنکر کانپتے تھے۔ سر پہ پگڑی اور سُرخ ٹوپی پہننے والے، عورتوں کو پردہ میں رکھنے والے، اور آج سے چودہ سَو سال پہلے سے ایک جاری ہوئے ہوئے طریق معاشرت پر عمل کرنے والے، قرآن کو عربی میں پڑھنے والے، سینما اور ناچ اور یورپ کی بود و باش کے بعض طریقوں کو محض بے حیائی سمجھنے والے، تُرک ہی تھے، جو ویَانا کے دروازوں تک پہونچے تھے، اور نصف یورپ پر مدّتوں حکومت کرتے رہے۔ وہ چیز جو آج سے سَو دو سَو سال پہلے ان کے تنزّل کا باعث نہ تھی وہ آج کس طرح سے بن گئی۔ سقاریہ کی جنگ میں یونانیوں کو شکست دینے والے، اور قسطنطنیہ سے اتحادیوں کو نکالنے والے، رُومی ٹوپی پہننے والے، عورتوں کو پردہ میں رکھنے والے، اور قرآن کو عربی میں پڑھنے والے تُرک ہی تھے۔ سینما اور ناچ گھروں میں ڈانس کرنے والے، اور سر پہ ہیٹ پہننے والے اور عورتوں کی کمروں میں ہاتھ دیکر چلنے والے مصطفےٰ کمال کے "مہذب" ترکوں پر تو ابھی کوئی آزمائش کا وقت آیا ہی نہیں، جو ہم سمجھ لیں کہ ان کی جاری کردہ "اصلاحات" نے ترکی کو مہذّب اور طاقتور بنادیا ہے۔ ہمیں افسوس ہے، کہ قومی اصلاح کے جوش میں مصطفےٰ کمال نے اپنے ملک میں بعض نہایت غیر مناسب اور غیر مہذّب طریقے جاری کئے، اور ایک اسلامی ملک کو مغربی اور غیر اسلامی ملک بنادیا۔ اور یہ صاف بات بھی ان کی نظر سے اوجھل ہوگئی، کہ وُہ طریقے جو وہ اپنے ملک میں اب جاری کرنے لگے ہیں، ان پر عمل کرنے والی مغربی اقوام پہ تو ان کی اپنی

قوم نے باوجود معاشرت کے ان "مہذب" طریقوں سے محض ناواقف ہوتے ہوئے صدیوں حکومت کی تھی۔ یورپ کے مبصّر اور مفکّر تو اب خود اقرار کر رہے ہیں، کہ یورپ کے انحطاط کا باعث اس کا موجودہ سوشل اور اقتصادی نظام ہو رہا ہے۔ اور مصطفےٰ کمال نے اس نظام کو زبردستی اپنے ملک میں رواج دیا۔ یورپ کے سب سے طاقتور دو ملکوں نے یہ دیکھکر کہ عورتوں کی موجودہ حد سے بڑھی ہوئی آزادی ملک کی تباہی کا باعث ہو رہی ہے، اس آزادی پر اب قیود لگادی ہیں۔ ترکوں کو چھوڑئیے مُصطفےٰ کمال کی آنکھوں کے سامنے جرمن قوم جنگ عظیم کے بعد انحطاط و بربادی کے انتہائی مقام تک پہونچکر اُبھری ہے، اور اُبھر کر اب سارے یورپ پر چھاگئی ہے۔ اس کی موجودہ طاقت و ترقی کا سبب ان کے لباس اور معاشرت کے تغیّر میں نہیں، بلکہ اس احساس اور جذبۂ حرّیت میں ہے جو ہٹلر نے ان میں پیدا کر دیا ہے، کہ وہ دُنیا میں ایک معزز قوم ہیں، اور معزز قوموں کی طرح رہیں گے۔ سوائے ہٹلر کے پیدا کردہ اس نئے احساس اور جذبۂ حرّیت کے جرمن قوم میں اور کیا فرق پڑا ہے، کہ وہ ایک ذلیل اور تھکی ہوئی قوم سے ایک نہایت طاقتور قوم بن گئی ہے۔ پھر کس طرح سے مصطفےٰ کمال جیسے دانا انسان نے یہ سمجھ لیا، کہ ترکی تب طاقتور ہو گا، جب اس کے مرد اور عورتیں یورپین ٹوپی پہنیں گی، وہ سنیما اور ناچ گھروں میں جاکر ناچینگی، اور نوجوان مَرد اور عورتیں برملا اور بےتکلّفی سے ایک دوسرے سے اختلاط کریں گے۔ انہوں نے اسلامی سوشل اور اقتصادی نظام پر یورپین نظام کو ترجیح دی۔ اسی نظام کو لیکر مسلمان ایک سَو سال کے قلیل عرصہ میں ساری دُنیا پر چھاگئے تھے، اور آج سیاسی کمزوری کے وقت میں بھی خود یورپ اسلامی سوشل اور اقتصادی نظام کی برتری کا اقرار کرتا ہے۔ اور اس کے مفکّر علانیہ کہہ رہے ہیں۔ کہ یورپ کا سوشل اور اقتصادی بگڑا ہوا نظام بغیر اسلامی قوانین پر عمل کرنے کے درست نہیں ہو سکتا۔ اور سب سے بڑھکر افسوس کی بات یہ ہے، کہ مصطفےٰ کمال نے ترکی زبان سے عربی محاورات کو نکال کر اور ان کی جگہ ترکی محاورات کو دے کر نہ صرف ایک زندہ اور بڑھنے والی بین الاقوامی (عربی) زبان کی جگہ ایک محدود اور مقیّد زبان کو دے دی ہے، بلکہ رومن رسم الخط کو ملک میں جاری کر کے ترکوں کو قرآن کریم و

احادیث کی اصل زبان سے بیگانہ کر کے ملک میں ایک قطعی غیر اسلامی ذہنی ماحول پیدا کر دیا ہے۔ اور ترکی قوم کی سینکڑوں سالوں کی مذہبی اور سوشل روایات کو یورپ کے بودے اور کھوکھلے سوشل سسٹم کی اندھی تقلید کے جنون میں مٹا کر اس قوم پر سخت ظلم کیا ہے۔ پس جہاں ایک طرف مصطفےٰ کمال نے ترکی کے جسم کو یورپ کے استبداد اور استیلاء سے نجات بخشی، وہاں دوسری طرف اس کی رُوح کو اس شیطانی مادی یورپین تہذیب کے ہاتھوں بیچ دیا۔ یہ مستقبل ہی بتلا سکے گا، کہ ترکی کا یہ کمالی دَور ترک قوم کے لئے مجموعی طور پر مفید تھا یا مضر۔ ہم اس دَور کے اس قدر قریب ہیں، کہ ہمارے لئے اس کے منافع اور مضرات کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے ؛

Digitized by Khilafat Library

جنوری ۱۹۳۹ء سے "فاروق" کے چندہ میں غیر معمولی رعایت

اخبار فاروق قادیان سے ہر مہینے میں چار بار شایع ہوتا ہے۔ جس میں حسب مشورہ و تجویز حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز حضور کے خطبات جمعہ و دیگر اہم تقریریں اور مرکز کے واقعات تازہ اور نظارتوں کے ضروری اعلان اور تبلیغی رپورٹیں اور عام دُنیا کی چیدہ خبریں الفضل و دیگر اخبارات سے نقل کی جاتی ہیں گویا فاروق بمنزلہ الفضل کے سنڈے ایڈیشن کے ہوتا ہے۔ امسال اس کا چندہ پانچ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ لیکن ہر طبقہ کے احمدی احباب پھر بھی اسکی خریداری سے معذور رہتے ہیں اور خصوصًا وہ اصحاب جو الفضل کو نہیں خرید سکتے اور وہ مرکز کے حالات اور حضور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ بنصرہٖ کے خطبات وارشادات سے محروم رہتے ہیں انکی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے میرا خیال تھا کہ بجائے پانچ روپیہ سالانہ کے فاروق کا چندہ تین روپیہ سالانہ اور ایک روپیہ بارہ آنہ ششماہی اور ایک روپیہ سہ ماہی مقرر کیا جاوے تاکہ ہر حیثیت کا احمدی اسکو آسانی سے خرید سکے۔

لہذا مَیں اعلان کرتا ہوں کہ جنوری ۱۹۳۹ء سے فاروق کا چندہ بجائے پانچ روپیہ سالانہ کے مبلغ تین روپیہ سالانہ حسب تفصیل بالا لیا جائیگا۔ اور فاروق بغیر کسی تبدیلی کے حسب دستور مہینے میں چار بار الفضل جیسے کاغذ اور سائز پر عمدہ لکھائی و چھپائی سے مع خطبہ جمعہ و دیگر ضروری حالات سلسلہ جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے شایع ہوگا اب بھی اگر کسی احمدی بھائی کو اسکی خریداری سے دریغ ہو تو خدا حافظ۔ پس اس وقت آپ فوراً ہی درخواست خریداری ذیل کے پتہ پر ارسال کر دیں اور چندہ سالانہ یا ششماہی یا سہ ماہی جنوری ۱۹۳۹ء سے پہلے پہلے خواہ جلسہ پہ آکر دیدیں یا بیت المال میں بھیجدیں یا منی آرڈر کر دیں یا وی۔ پی کے ذریعہ ادا کریں یہ آپ کا اختیار ہے۔

پتہ:- مینیجر اخبار فاروق قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

پردہ

(از درس القرآن فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز)

―― ۲ ――

پانچویں دلیل مُنہ کے پردہ کے خلاف یہ پیش کی جاتی ہے، کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔
وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ اور وہ ڈال لیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر۔
یہ الفاظ خدا تعالیٰ نے اس لئے استعمال کئے، کہ عرب عورتوں میں اظہارِ حُسن کا بعینہٖ وہی دستور تھا، جو آجکل یورپین عورتوں میں رائج ہے۔ یعنی یہ کہ وہ گردن اور کندھوں اور سینے کا بعض حصّہ کھلا چھوڑ دیتی تھیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ اپنے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈالا کرو۔ اور اوڑھنی چونکہ سر کا لباس ہے، اور یہ ممکن ہے کہ اوڑھنی کا بقیہ حصّہ پیچھے لٹکتا رہے، جس کے باعث گردن اور سر ننگا رہے، اس لئے فرمایا کہ اوڑھنی اس طرح اوڑھو کہ گریبان کو ڈھانپ لے۔

جواب:۔ یہ خیال کہ اسلام سے قبل عرب عورتیں گردن، سینہ اور کندھے یورپین عورتوں کی طرح ننگے رکھتی تھیں، محض قیاس ہے۔ اور قیاس کی سنّت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جب قرآن کریم میں پردہ کا حکم نازل ہُوا، تو ضروری ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہو کہ پردہ کس طرح کیا جائے۔ یہ ناممکن ہے کہ نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پردہ کرنے کا طریق بتایا ہو، اور نہ عورتوں نے حضورؐ سے دریافت کیا ہو۔ اور جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہوگا، اُسی کے مطابق مسلمان عورتوں نے عمل کیا ہوگا۔ پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضورؐ کے زمانہ میں عورتیں مُنہ کا پردہ کرتی تھیں، تو یہی سنّت قرار پائے گا، اور اس کے مقابلہ پر قیاس ٹھہر نہیں سکے گا۔

Digitized by Khilafat Library

پھر یہ کہنا کہ عرب عورتوں میں کندھے اور سینہ وغیرہ ننگے رکھنے کا رواج تھا بالکل غلط ہے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ شریف گھرانوں میں ایک حد تک پردہ بھی ہوتا تھا۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ عوام الناس

شرفاء کی پیروی نہ کریں۔ چنانچہ زمانۂ جاہلیت کی ایک شاعرہ ام عمران اپنے ایک عزیز کے مارے جانے پر اپنی قوم کو قصاص لینے کے لئے اکساتی ہوئی کہتی ہے:۔

إِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَطْلُبُوْا بِأَخِيْكُمْ ۔۔۔ فَذَرُوْا السِّلَاحَ وَوَحِّشُوْا بِالْأَبْرَقِ

وَخُذُوْا الْمَكَاحِلَ وَالْمَجَاسِدَ وَالْبَسُوْا ۔۔۔ نُقَبَ النِّسَاءِ فَبِئْسَ رَهْطُ الْمُرْهَقِ

یعنی اگر تم اپنے بھائی کے خون کا بدلہ نہیں لیتے، تو ہتھیار چھوڑ دو۔ اور انہیں پتھر ملے میدان میں پھینک دو۔ اور تم سرمہ دانیاں لے لو، اور عورتوں کے اندرونی لباس اور نقاب اوڑھ لو۔ کیونکہ وُہ قوم بہت بُری ہے جو یہ سمجھے کہ اب ہم مارے گئے، دشمن ہمیں پکڑنے لگا ہے۔

اسی طرح ربیع بن زیاد العبسی جو عرب کا پرانا شاعر ہے، مالک بن زہیر کا مرثیہ لکھتے ہوئے کہتا ہے:۔

مَنْ كَانَ مَسْرُوْرًا بِمَقْتَلِ مَالِكٍ ۔۔۔ فَلْيَأْتِ نِسْوَتَنَا بِوَجْهِ نَهَارِ

يَجِدُ النِّسَاءَ حَوَاسِرًا يَنْدُبْنَهُ ۔۔۔ يَلْطِمْنَ أَوْجُهَهُنَّ بِالْأَسْحَارِ

قَدْ كُنَّ يَخْبَأْنَ الْوُجُوْهَ تَسَتُّرًا ۔۔۔ فَالْيَوْمَ حِيْنَ بَرَزْنَ لِلْأَنْظَارِ

يَضْرِبْنَ حُرَّ وُجُوْهِهِنَّ عَلَى فَتًى ۔۔۔ عَفِّ الشَّمَائِلِ طَيِّبِ الْأَخْبَارِ

یعنی جو مالک کے مارے جانے پر خوش ہے، اُسے چاہیئے کہ ذرا دن کے وقت آکر ہماری عورتوں کا حال دیکھے۔ وہ ہماری عورتوں کو پائے گا کہ ان کے منہ کھلے ہوئے ہیں، اور وُہ بین کر رہی ہیں اور اپنے مونہوں پر طمانچے مار رہی ہیں۔ حالانکہ یہ وہ عورتیں ہیں، جو اپنے مونہہ چھپایا کرتی تھیں۔ اور آج وہ دن ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے آگئی ہیں۔ اور اپنے گالوں پر ایک ایسے نوجوان کی موت کی وجہ سے طمانچے مار رہی ہیں جو اعلےٰ خصلتوں والا اور اچھی شہرت رکھتا تھا۔

پھر عبد اللہ بن علقمہ جو قیس مجنوں کی طرح مشہور ہے، اس کے متعلق تاریخ میں آتا ہے کہ جس سے وہ شادی کرنا چاہتا تھا اس کا نام حبیش تھا، وہ اس کے گھر گیا تو وہ باہر نکلی اور اس نے پردہ کیا ہوُا تھا۔ اتفاقاً ہوا کا ایک جھونکا آیا جس سے نقاب اٹھ گیا۔

ان واقعات سے صاف ظاہر ہے، کہ عرب شرفاء میں پردہ کا رواج تھا، اسی طرح یہ بھی ثابت

ہے کہ مصر، ہندوستان اور ایران میں بھی پردہ ہوتا تھا۔

چھٹی دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ بخاری اور دیگر کتب احادیث میں یہ روایت آئی ہے، کہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لے جارہے تھے، کہ ایک عورت نے آکر کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ اس وقت آپ کے ساتھ فضل بن عباس بھی تھے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو جواب دینا شروع کیا تو آپ نے فضل بن عباس کا مُنہ دوسری طرف پھیر دیا۔ یہ دیکھکر حضرت عباسؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اپنے بھائی کا مُنہ دوسری طرف کیوں پھیر دیا؟ آپ نے فرمایا کہ جوان عورت تھی۔ میں نے خیال کیا کہ شیطان ورغلا دے گا۔ اس لئے اس کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیات مُنہ کھلا رکھتی تھیں۔ کیونکہ اگر استفتاء کرنے والی صحابیہ کا مُنہ کھلا نہیں تھا، تو آنحضرتؐ نے فضل بن عباسؓ کا مُنہ دوسری طرف کیوں پھیر دیا۔

جواب۔ یہ حدیث اس صورت میں ہمارے خلاف ہوتی، جبکہ ہم بعض عورتوں کے مُنہ کھلا رکھنے کے قائل نہ ہوتے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ بعض عورتوں کے لئے مُنہ کا پردہ نہیں ہے۔ پس یہ حدیث کیونکر ہمارے خلاف پیش کی جاسکتی ہے، ہاں اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو بطور قاعدہ کلّیہ یہ بتائے کہ مُنہ کا پردہ نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں بے شک ہمارا مذہب باطل ہوگا۔

ساتویں دلیل مُنہ کے پردہ کے خلاف یہ پیش کی جاتی ہے، کہ محمد بن سیرینؒ جو بہت بڑے معتبر اور حضرت ابوہریرہ کے داماد تھے، ان کا قول ہے کہ اَلنِّقَابُ مُحْدَثٌ یعنی آجکل عورتیں مُنہ پر جو نقاب ڈال کر پھرتی ہیں یہ نئی ایجاد ہے۔

Digitized by Khilafat Library

جواب۔ اس قول سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مُنہ کا پردہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کی ایجاد ہے، درست نہیں ہے۔ کیونکہ اوّل تو محمد بن سیرینؒ تابعی تھے۔ اور صحابہؓ ان کے زمانہ میں موجود تھے۔ ایسے زمانہ کے متعلق یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ اس میں ایسی بدعات نکل آئی تھیں۔ جو شریعت کے خلاف تھیں۔ دوسرے یہ کہ ابن سیرینؒ کے اس قول کے جو معنے مُنہ کے پردہ کے خلاف سمجھے گئے ہیں۔ درست نہیں ہیں۔ چنانچہ عربی اور عرب تمدّن کے محققین نے اس قول کے ان معنوں کو باطل قرار دیا ہے۔ وہ

لکھتے ہیں کہ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ منہ کا پردہ نہیں ہے، سراسر باطل ہے۔ ابو عبید کہتے ہیں، کہ اس قول کے یہ معنے کرنا درست نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

النِّقَابُ عِنْدَ الْعَرَبِ هُوَ الَّذِيْ يَبْدُوْ مِنْهُ مُجرالعين ومعنَاهُ اِنَّ اِبْدَاء هنّ المحاجر محدثٌ انّما كان النّقاب لَاحِقًا بِالعَين وكانت تبدُو اِحْدَى العَينَين وَالاُخرٰى مَستورةٌ والنّقَاب لَايبدُو منهُ الّا العينين وكان اسمهٗ عندهُمُ الوصُوصة وَ البُرقُعَ وكان من لباس النّساء ثُمَّ اَحْدَثْنَ النّقاب بعد

یعنی محمد بن سیرین کے قول کے یہ معنے کرنا کہ منہ پر نقاب ڈالنا بدعت ہے، درست نہیں ہے۔ کیونکہ عربوں کے نزدیک نقاب وہ ہے جس میں سے آنکھ کے ارد گرد کا حلقہ نظر آتا ہے۔ پس ابنِ سیرین نے جب یہ کہا کہ النِّقَابُ مُحْدَثٌ تو اس سے مُراد وہ نقاب ہے جس سے آنکھوں کے ارد گرد کے حلقے بھی ظاہر ہوں۔ پہلے زمانہ میں صرف آنکھ کا ڈھیلا ظاہر ہوتا تھا نہ کہ آنکھ کے ارد گرد کے حلقے بھی۔ کیونکہ نقاب آنکھوں کے ساتھ لگا ہوُا ہوتا تھا، اور بھویں نظر نہ آتی تھیں۔ اور دو آنکھوں میں سے صرف ایک نظر آتی تھی، اور دوسری چھپی ہوئی ہوتی تھی۔ اور نقاب عربی میں اُسے کہتے ہیں جس میں دونوں آنکھوں کی جگہ پر سوراخ ہوں۔ اور وہ چیز جو نقاب سے پہلے استعمال کی جاتی تھی اس کا نام وصوصہ یا برقع تھا۔ صحابیات یہی استعمال کرتی تھیں۔ پھر تابعیوں کے زمانہ میں نقاب ایجاد ہوئی۔ جس میں دو سوراخ ہوتے تھے۔ ان سوراخوں کو اس قدر چوڑا کر دیا گیا تھا۔ کہ ان سے آنکھ کی ہڈی بھی نظر آتی تھی۔ اور امام ابنِ سیرین نے اسی کو بدعت قرار دیا ہے۔

آٹھویں دلیل منہ کے پردہ کے خلاف یہ پیش کی جاتی ہے، کہ طبری میں ایک روایت آئی ہے، جس میں لکھا ہے، کہ حضرت عمرؓ اپنی بیوی سکینہ بنت علیؓ کو مردوں کے سامنے کھانا کھلایا کرتے تھے۔

جواب۔ اس روایت سے استدلال تو یہ کیا جاتا ہے۔ کہ منہ کا پردہ نہیں ہے۔ حالانکہ اگر اس روایت کو صحیح سمجھا جائے۔ تو اس کے صرف یہ معنے نہیں ہوں گے کہ منہ کا پردہ نہیں ہے، بلکہ پردہ سرے سے ہی اُڑ جائے گا۔ کیونکہ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ اپنی بیوی کو لئے لئے پھرتے تھے، اور

، انہیں مردوں کے سامنے کر دیتے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت ہی صحیح نہیں ہے۔

تردید دلائل انقطاع نبوّت بعد آنحضرت صلعم

(از افاضات سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز)

(۵)

ان روایات کے علاوہ مندرجہ ذیل دو حدیثیں بھی خاتم النبیین کے معنوں پر روشنی ڈالتی ہیں:۔

۱۔ ابن ماجہ کتاب الجنائز میں ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات پر فرمایا

لَوْ عَاشَ لَكَانَ نَبِيًّا — اگر یہ زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔

اس حدیث سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے جاری ہونے کا امکان ثابت ہے کیونکہ جو چیز ہونی ہی نہ ہو۔ اس کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرنا درست نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ نبوّت طبعی امر تو ہے نہیں بلکہ شرعی امر ہے، اور وہ ہمارے مخالفین کے خیال کے مطابق منع ہو چکا ہے، پھر ابراہیمؑ کیسے نبی ہو جاتے؟

Digitized by Khilafat Library

مولوی محمد علی صاحب نے یہاں ایک عجیب لطیفہ کی بات کہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایسا ہی ہے، جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے،۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (انبیاء-۲) — اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو ان میں بگاڑ پیدا ہو جاتا۔

لیکن اگر غور کیا جائے، تو اس مثال کا زیر بحث حدیث سے کچھ بھی جوڑ معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ قرآن کریم کی جو آیت انہوں نے پیش کی ہے۔ اس میں ایک بات کا اقرار اور ایک کا انکار ہے۔ اقرار اس بات کا ہے، کہ اگر کئی خدا ہوں، تو کائنات کا فساد یقینی ہے، اور انکار اس بات کا کہ کئی خدا نہیں ہیں۔ اسی طرح زیر بحث حدیث میں ایک بات کا اقرار ہے اور ایک کا انکار۔ اقرار اس امر کا ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے، تو وہ نبی ضرور ہوتے نہ کہ غیر نبی۔ اور انکار ان کی زندگی کا ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ حضورؐ نے اس وقت فرمائے تھے جب ابراہیمؑ فوت ہو چکے تھے۔ پس ابراہیمؑ کا نبی ہونا فساد کے مقابلہ میں ہے، اور ابراہیمؑ کی زندگی تعدّد الٰہہ کے مقابلہ میں۔ اور تعدّد الٰہہ اور ابراہیمؑ کی زندگی کا قرآن

وحدیث میں انکار ہے، اور ہم بھی اس کے منکر ہیں۔ لیکن بصورت تعدد الٰہہ فساد کائنات اور بصورت ابراہیمؑ کے زندہ رہنے کے اس کی نبوت کے قرآن وحدیث مقر ہیں۔ اور ہم بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے درمیانی چال اختیار کی ہے۔ ان کا مذہب یہ ہے "اگر تعدد الٰہہ ہو تو کائنات ضرور بگڑ جائے۔ لیکن ابراہیمؑ اگر زندہ بھی رہتے تب بھی نبی نہ ہوتے۔ حالانکہ اگر ان کی پیشکردہ آیت اس حدیث کی صحیح مثال تھی، تو مولوی صاحب کو چاہیئے تھا، کہ دونوں میں یا اقرار کی صورت اختیار کرتے یا انکار کی۔ مگر وہ آیت میں تو اقرار کی صورت اختیار کرتے ہیں اور حدیث میں انکار کی۔

۲۔ مسلم میں نواس بن سمعان کی روایت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح کو چار مرتبہ نبی اللہ کہکر یاد فرمایا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خاتم النبیین، لَا نَبِیَّ بَعْدِی اور آخر الانبیاء کے یہ معنے نہیں ہیں، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازۂ نبوت کُلّی طور پر بند ہو گیا ہے۔ ورنہ کوئی صحابی تو بولتا، کہ نبوت کا دروازہ تو بند ہو چکا ہے، اب کوئی نبی کس طرح آئے گا؟

ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ قرآن کریم میں متعدد ایسی آیات ہیں، جن کی موجودگی میں خاتم النبیین کے یہ معنے کرنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا، ظلم ہے۔ اس بارہ میں مندرجہ ذیل آیات یاد رکھنی چاہئیں۔

اوّل۔ یہ دو آیات اگر ملا کر پڑھی جائیں، تو نبوت کا دروازہ ہر رنگ میں بند ماننا جائز نہیں ہو سکتا۔

(ا) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا وَّ اٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (مائدہ-۴)

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے اے میری قوم یاد کرو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو جو اس نے تم پر کی کہ اس نے تم میں نبی پیدا کئے، اور تم کو بادشاہ بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا جو اس نے جہان میں سے اور کسی کو نہیں دیا۔

(ب) وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ

(اے مسلمانو!) وعدہ کیا ہے اللہ نے تم میں سے مومنوں اور مناسب عمل کرنیوالوں کے ساتھ کہ وہ ضرور انکو

Digitized by Khilafat Library

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ الآیۃ (نور - ۷)

زمین میں خلیفے بنائے گا، انہی طریقوں پر جن پر اس نے ان سے پہلوں کو خلیفے بنایا۔

پہلی آیت یہ بتلاتی ہے کہ موسٰے علیہ السلام کی قوم کو یہ انعام ملا تھا، کہ ان میں نبی کے بعد نبی آئے جیسا کہ بقرہ رکوع ۱۱ میں بھی فرمایا۔

وَ قَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ

اور ہم نے اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔

اور دوسری آیت بتاتی ہے، کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسٰے علیہ السلام کی تعلیم کو جاری رکھنے کیلئے ان کی امت میں جو طریق اور ذرائع اختیار کئے تھے، وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی ضرور اختیار کرے گا۔ پس ان دونوں آیات کو ملا کر پڑھنے سے یہ یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے، کہ جس طرح موسٰے علیہ السلام کی امت میں نبی آئے تھے، اسی طرح امت محمدیہ میں بھی ضرور آئینگے۔

دوم۔ مندرجہ ذیل تین آیات کو ملا کر پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کلّی طور پر بند نہیں ہے۔

(ا) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (فاتحہ)

(اے خدا) ہمیں سیدھا راستہ دکھا — اُن لوگوں کا راستہ جن پر تُونے انعام کیا۔

(ب) وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (مائدہ-۱)

اور اے مسلمانو! میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی ہے۔

(ج) سورہ نساء رکوع ۹ میں یہ بیان فرماتے ہوئے کہ مسلمان اگر پوری فرمانبرداری کرینگے، تو ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ فرمایا:۔

Digitized by Khilafat Library

وَلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ج

اور ضرور ہم ان کو سیدھا راستہ دکھائینگے۔ اور جو اللہ اور اِس رسول (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گے، وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، یعنی انبیاء، صدیق، شہداء، اور صالحین۔

پہلی آیت بتاتی ہے کہ مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا یعنی ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ اور دوسری آیت یہ بتاتی ہے، کہ ان کی یہ دعا قبول ہو گئی ہے" اور انہیں یہ انعام ملا۔ اور تیسری آیت میں مسلمانوں کو یہ خوشخبری دیگئی ہے، کہ جو کامل اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کریں گے، انہیں خدا تعالےٰ انبیاء، صدیقوں، شہداء اور صلحاء کے گروہ میں شامل کریگا۔ پس معلوم ہوا کہ امتِ محمدیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبوت جاری ہے۔

یہاں بعض لوگ بالخصوص غیر مبایعین یہ کہا کرتے ہیں کہ سورۂ حدید رکوعؑ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔	اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، وہ صدیق اور شہید ہیں اپنے رب کے نزدیک۔

وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہاں اللہ اور اس کے رسولوں کی پیروی کے نتیجہ میں صدیقوں اور شہداء کا درجہ ملنے کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورۂ نساء میں نبوت سے مراد صدیقیت ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ صدیقیت نبوت کے بالکل قریب ہے بلکہ اس کا ظل ہوتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

اس کا جواب یہ ہے کہ تھوڑی چیز کو زائد کے تابع کیا جاتا ہے، نہ کہ زائد کو تھوڑی کے تابع۔ پس چونکہ سورۂ نساء میں زیادہ مراتب کا بیان ہے، اس لئے سورۂ حدید والی آیت کو اسکے تابع کرنا چاہیئے۔ علاوہ ازیں دونوں جگہ عبارتوں میں فرق ہے۔ سورۂ نساء کی آیت میں الفاظ یہ ہیں، جو اللہ اور اس رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں، انہیں یہ مراتب ملینگے۔ اور سورۂ حدید میں ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کی اطاعت کرتے ہیں انہیں یہ مراتب ملیں گے۔ یعنی سورۂ نساء میں صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے برکات کا ذکر ہے، اور سورۂ حدید میں دوسرے رسولوں کی اطاعت کے برکات کا ذکر۔ اور ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر نبی تراش ہے۔ پس یہ حوالہ تو ہمارے عقیدہ کا مؤید ہے، نہ مخالف۔ کیونکہ سورۂ نساء میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

کا ذکر ہے۔ اور وہاں نبوت کے مقام تک پہونچانے کا وعدہ ہے۔ اور سورۂ حدید میں دوسرے انبیاء کی اطاعت کا نتیجہ بیان ہؤا ہے، اور یہاں صدیقیت کے مرتبہ تک پہونچانے کا ذکر ہے۔ پس معلوم ہؤا، کہ اور نبیوں کی اطاعت صرف صدیقیت کے مرتبہ تک پہونچاتی ہے، مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نبوت کے مرتبہ تک پہونچاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

سوم۔ تیسری آیت یہ ہے:۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ۗ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

اللہ وہ ہے جس نے بھیجا ہے اَن پڑھوں میں رسول انہیں میں سے جو پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیات اور انکو پاک کرتا ہے، اور انکو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ اور ان میں سے بعد میں آنیوالوں میں بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ صحابہ کے علاوہ ایک اور جماعت بھی ہوگی جسے یہ رسول دین کی باتیں سکھائیگا یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایکمرتبہ اور نازل ہونگے۔ اور کون کہہ سکتا ہے، کہ آپ تشریف لائیں گے اور نبی نہ ہونگے۔ پس جو بھی اس مقام پر کھڑا ہوگا، کہ اس کا آنا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا آنا ہو، وہ یقیناً نبی ہوگا۔

چہارم۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (اعراف - ۴)

اے بنی آدم تمہارے پاس رسول آئینگے تم میں سے جو بیان کرینگے تم پر میری آیات۔ پس جو تقویٰ اختیار کرینگے اور اصلاح کریں گے ان پر کوئی ڈر نہ ہوگا اور نہ وہ غم کھائینگے۔

اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے جاری ہونیکا امکان ثابت ہے۔ اس سے

پہلی آیتوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔ اور اس میں بھی انہیں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ تم میں رسول آئیں گے۔

بعض لوگ اس جگہ کہا کرتے ہیں کہ آیت میں بنی آدم مخاطب ہیں۔ میں ان کو یہ جواب دیا کرتا ہوں کہ میں تو اپنے آپ کو ابنِ آدم ہی سمجھتا ہوں۔ پتہ نہیں آپ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں۔

پنجم۔ یہ آیت ہے:-

وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (مرسلات-۱) اور جب تمام رسول وقتِ مقررہ پر لائے جائینگے۔

اس آیت میں آخری زمانہ کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی ہے، کہ اس میں ایک رسول آئیگا جو تمام رسولوں کا جامع ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library

ششم۔ حسب ذیل مجموعہ آیات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آئینگے۔

(ا) وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل-۲)
ہم کبھی قوموں کو عذاب نہیں دیا کرتے۔ جب تک ان میں رسول نہ بھیج لیں۔

(ب) يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ (مائدہ-۳)
اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے جو تمہارے سامنے ہمارے احکام بیان کرتا ہے (چھ سو سال کے) وقفہ کے بعد۔ تا تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس تو نہ کوئی بشارت دینے والا اور نہ ڈرانیوالا آیا ہے۔ پس تمہارے پاس بشیر و نذیر آگیا ہے۔

(ج) وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۔ (بنی اسرائیل-۶)
اور کوئی بستی نہیں ہے، مگر ہم اُسے ہلاک کرنے والے ہیں قیامت کے دن سے قبل یا اُسے سخت عذاب دینے والے ہیں۔ یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

پہلی آیت میں یہ قانون بیان کیا گیا ہے۔ کہ کبھی کسی قوم کو خدا عذاب نہیں دیتا۔ جب تک اُنکی

طرف رسول نہ بھیج لے۔ اس کے بغیر قوموں کو ہلاک کرنا اس کی شان کے خلاف ہے۔ اور تیسری آیت یہ بتاتی ہے۔ کہ قیامت سے قبل دُنیا میں عذاب عام آئیگا اور کوئی بستی تباہی سے نہ بچیگی۔ پس دونوں آیتوں کو ملا کر نتیجہ یہ نکلا کہ نبی آئیگا۔ تبھی تو عذاب آئیگا۔

دوسری آیت میں نے اس لئے بیان کی ہے، کہ بعض لوگ کہدیا کرتے ہیں، کہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عذاب آرہے ہیں۔ مگر اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ گذشتہ نبی کی وجہ سے عذاب نہیں آیا کرتا۔ کیونکہ لوگ یہ کہیں گے کہ ہم یونہی مارے گئے۔ پس وقفہ کے بعد عذاب پہلے نبی کی طرف منسُوب نہیں کیا جاسکتا۔

یہ اصولی آیات ہیں جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے جاری ہونے کا امکان ثابت ہے۔

Digitized by Khilafat Library

تصحیح

رسالہ ہذا میں ماہِ اگست کے نمبر سے بہ ذیل عنوان "تردید دلائل انقطاع نبوت بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم" درس القرآن فرمودہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نوٹ شایع ہو رہے ہیں۔ ہم نے شروع ہی میں اس بات کی وضاحت کردی تھی۔ کہ "تقریر میں روانی کی وجہ سے بعض مقامات پوری طرح ضبط تحریر میں نہ آسکے، اور بعض جگہ حضور کے صحیح الفاظ نہیں لکھے جا سکے"، چنانچہ رسالہ ماہِ اکتوبر کے صفحہ ۳ پر آٹھویں اعتراض کے جواب کے ضمن میں حسب ذیل الفاظ درج ہیں:۔

"دین کے کامل ہونے کی صورت میں بے شک ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو ختم نبوّت محمدیہ نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ جو نبی اس سے آزاد ہوگا، وہ کسی نہ کسی ضرورت کو پُورا کرنے آئے گا۔ مگر چونکہ ہمارا دین مکمل ہوچکا ہے۔ اس لئے بلاشُبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا"۔ اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ غلط ہیں۔ ان کی بجائے یہ الفاظ ہونے چاہئیں:۔

"وُہ شریعت کی کسی نہ کسی کمی کو پُورا کرنے آئے گا"

اخبار "پیغام صلح" مجریہ ۱۳ ؍ اکتوبر میں درس کے اُس "حصّہ پر جس کے نوٹ ماہِ اکتوبر کے رسالہ میں شایع ہوئے ہیں، تنقید کی گئی ہے۔ اور اس تنقید کے ایک حصّہ کی بُنیاد اسی غلط چھپے ہوئے فقرہ پر ہے۔ چنانچہ مضمون نگار صاحب لکھتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library

"سمجھ نہیں آتی کہ مطلب کیا ہے؟ نبی اور بغیر ضرورت کے۔ یہ دو چیزیں کس طرح مل سکتی ہیں۔ کیا کبھی کوئی نبی بغیر ضرورت پورا کرنے کے بھی دُنیا میں آیا؟"

اگر مضمون نگار صاحب انصاف سے کام لیتے، اور صرف لفظی نکتہ چینی کرنا ان کے مدنظر نہ ہوتا، تو ان کو اس غلط چھپے ہوئے فقرہ کے باوجود اس کے سیاق و سباق سے یہ بات سمجھ آجاتی، کہ حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کا مطلب اس جگہ صرف یہ ہے کہ دین کی کسی کمی کو پورا کرنے کے لئے کوئی (تشریعی) نبی نہیں آئے گا، نہ یہ کہ اب جو نبی آئے گا، وہ بلا ضرورت آئے گا۔

اِس امر کا ثبوت کہ حضرت امیرالمؤمنین ایدہُ اللہ بنصرہ کا مقصد یہاں ضرورت کے ماتحت نبی آنے یا بلا ضرورت نبی آنے پر بحث کرنا نہ تھا، بلکہ تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی وضاحت کرنا تھا، یہ ہے، کہ حضور نے یہ الفاظ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ سے انقطاع نبوّت پر استدلال کرنے والوں کے جواب میں فرمائے ہیں۔ اور اس آیت میں شریعت کے مکمل ہونے کا ذکر ہے۔

پس اس کا جواب اُس شخص کی طرف سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبوّت کے جاری ہونے کا قائل ہو، یہی ہوسکتا ہے، کہ ہم ایسے نبی کی آمد کے قائل نہیں ہیں، جو شریعت کی کسی کمی کو پُورا کرنے کے لئے آئے۔ بلکہ غیر تشریعی نبی کی آمد کے قائل ہیں۔ چنانچہ عبارت زیر بحث (جو اوپر درج ہوچکی ہے) کے آگے یہ الفاظ ہیں:۔

"اس پر بعض لوگ... کہا کرتے ہیں کہ بیشک بغیر شریعت کے نبی آنا جائز ہو۔ الخ" اس فقرہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلی عبارت کا مطلب صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی نبی کے آنیکی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ دین مکمل ہوچکا ہے۔ ہاں دیگر اغراض (مثلاً تجدید و اشاعتِ دین) کے ماتحت بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے۔ پس یہاں بحث تشریعی اور غیر تشریعی نبوّت پر ہے۔ ضرورت کے ... ماتحت یا بلا ضرورت نبی آنے پر نہیں ہے۔ نامہ نگار "پیغام صلح" کے دیگر اعتراض بھی اسی قسم کے ہیں۔ انشاء اللہ ان پر مفصّل بحث پھر کی جائیگی۔ (ایڈیٹر)

جواباتِ اعتراضاتِ شیعہ

پہلا اعتراض - صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں نہیں کہا جاتا تھا۔ بعد میں کیوں کہا جانے لگا؟

Digitized by Khilafat Library

جواب - یہ اعتراض معترض کی محض لاعلمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اصل واقعہ وہ ہے جو سنن نسائی (مترجم اردو) مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور جلد اوّل ص۱۰۷ میں لکھا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ قَالَ کُنْتُ اُؤَذِّنُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکُنْتُ اَقُوْلُ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ الْاَوَّلِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

ابو محذورہ سے روایت ہے۔ کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اذان کہتا تھا۔ اور فجر کی پہلی اذان میں (پہلی اذان سے اذان مراد ہے اور تکبیر کو دوسری اذان کہتے ہیں) حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا تھا۔

اسماء الرجال کی کتاب اکمال مترجم اردو ص۱۳۵ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور سے ظاہر ہے کہ ابو محذورہ کا نام سمرہ بن مُعیر ہے۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مؤذّن تھے مکّہ معظمہ میں ہی رہے، وہیں ۵۹ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ انہوں نے ہجرت نہیں کی۔

پس سُنّیوں پر یہ اعتراض عائد نہیں ہو سکتا۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اذان میں الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دیئے ہیں۔ ہاں اس الزام کے مورد حقیقتاً شیعہ صاحبان ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اذان میں پیروان عبید اللہ بن عبد اللہ بن سبا یعنی فرقہ مفوّضہ کے بڑھائے ہوئے کلمات کو مدارِ شیعیت قرار دے رکھا ہے۔ چنانچہ شیعہ صاحبان کی نہایت معتبر کتاب "مَنْ لَا یَحْضُرُ" میں ہے:-

" ابو بکر حضرمی اور کلیب اسدی کا بیان ہے کہ ہمیں امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ اذان بتلائی ہے۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ اشھد ان محمدا رسول اللہ۔ حیّ علی الصلوٰۃ۔ حیّ علی الصلوٰۃ۔ حیّ علی الفلاح۔ حیّ علی الفلاح۔ حیّ علی خیر العمل۔ حیّ علی خیر العمل۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ۔ اور اقامت بھی اسی طرح ہے۔ اور مضائقہ نہیں ہے اگر کہا جائے صبح کی نماز میں بعد حیّ علی خیر العمل کے الصلوٰۃ خیر من النوم بطور تقیہ۔ اور کہتا ہے مصنف اس کتاب کا (ابن بابویہ قمی) یہی اذان صحیح ہے نہ اس پر زیادتی کی جائے نہ کمی کیجائے۔ اور فرقہ مفوضہ نے اللہ ان پر لعنت کرے بنالیں جھوٹی حدیثیں اور بڑھایا اذان میں جملہ محمد و آلہ خیر البریۃ یعنی محمد اور آل محمد کے سب مخلوق میں بہتر ہیں۔ اور ان کی بعض روایتوں میں ہے بعد اشھد ان محمدا رسول اللہ کے اشھد ان علیاً ولی اللہ دو بار، ان میں بعض نے اس کے بدلے یہ روایت کی ہے اشھد ان امیر المؤمنین حقاً دو بار۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ علی ولی اللہ اور امیر المؤمنین ہیں، اور محمد اور ان کی آل بہترین خلائق ہیں، لیکن یہ الفاظ اصل اذان میں نہیں۔" (ترجمہ از عبارت عربیہ)

کتاب "من لا یحضر" کے اصل الفاظ بھی مختصراً درج کئے جاتے ہیں:۔ وَالْمُفَوِّضَۃُ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ قَدْ وَضَعُوْا اَخْبَارًا وَزَادُوْا فِی الْاَذَانِ مُحَمَّدٌ وَّاٰلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ وَفِیْ بَعْضِ رِوَایَاتِھِمْ بَعْدَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ مَرَّتَیْنِ وَمِنْھُمْ مَنْ رَوٰی بَدْلَ ذٰلِکَ اَشْھَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا مَرَّتَیْنِ وَلَا شَکَّ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَاَنَّہٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا وَاَنَّ مُحَمَّدًا وَاٰلَہٗ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ لٰکِنْ لَیْسَ ذٰلِکَ فِیْ اَصْلِ الْاَذَانِ۔

دوسرا اعتراض۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ پہلے وقت میں پڑھاتے تھے۔ بعد میں پچھلے وقت میں کیوں کردی گئی؟

جواب۔ نماز جمعہ پہلے وقت میں پڑھے جانے کو اہلسنت منع نہیں کرتے۔ اب بھی پہلے وقت پڑھے جانیکو افضل سمجھتے ہیں لیکن صحت نیت اور شرعی ضرورت کیوجہ سے کسی قدر تاخیر ہو جانے میں کچھ قباحت بھی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ نماز جمعہ کا وقت بھی شرعاً وہی ہے جو نماز ظہر کا ہے۔ پھر وجہ تاخیر یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جماعت کی تعداد کم تھی۔ خلفاء کے زمانے میں بہت ترقی ہو گئی اور سب کو حتی الامکان ایک امام کے ماتحت رکھکر وحدت کاملی

سبق پڑھانا مقصود تھا۔ کاش شیعیان امام غائب اعتراض کے بجائے پچھلے وقت میں بھی نماز جمعہ ادا کر لیا کرتے، اور عموماً تارک نماز جمعہ نہ بن جاتے۔

تیسرا اعتراض۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں حضرت علیؓ کے سوا باقی صحابہ شامل نہیں ہوئے اگر ہوئے تھے تو اس کا کیا ثبوت ہے؟

Digitized by Khilafat Library

جواب۔ یہ اعتراض بھی لاعلمی کی وجہ سے ہے۔ شیعوں کی معتبر کتاب حیات القلوب مؤلفہ ملّا باقر مجلسی مترجم اردو مطبوعہ لکھنؤ جلد دوم ص۱۰۸۸ میں لکھا ہے:۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے۔ کہ عباسؓ حضرت امیرؑ کی خدمت میں آئے اور کہا لوگوں نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ حضرت رسول کو بقیع میں دفن کریں۔ اور ابو بکر آگے کھڑے ہو کر حضرت پر نماز پڑھے۔ جب حضرت امیرؑ کو معلوم ہوا کہ وہ منافقین فساد برپا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، گھر سے باہر نکلے، اور فرمایا ایھا الناس تحقیق حضرت رسولؐ جس طرح حالت حیات میں ہمارے امام و پیشوا تھے، اسی طرح وفات کے بعد بھی امام و پیشوا ہیں۔ اور خود آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں اسی جگہ دفن ہونگا جہاں میری رُوح قبض ہوگی۔ چونکہ یہ لوگ غصب خلافت میں اپنا مطلب حاصل کر چکے تھے، اس بارہ میں حضرت امیر سے کچھ نزاع نہ کی اور کہا آپ جیسا مناسب جانتے ہیں اسی طرح کیجئے۔ پس حضرت امیرؑ نے پہلے خود آگے کھڑے ہو کر حضرتؐ پر نماز پڑھی۔ بعد اس کے صحابہؓ کو حکم دیا کہ دس دس آدمی داخل ہوں اور حضرت کے جنازہ کے گرد کھڑے رہیں۔ اور حضرت امیر انکے درمیان کھڑے ہو کر فرماتے تھے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا وہ لوگ بھی یہ آیت پڑھتے تھے۔ اور حضرت رسول پر صلوات بھیجکر باہر چلے جاتے تھے۔ تا اینکہ تمام اہلِ مدینہ و اطراف اہل مدینہ نے آنحضرت پر صلوات بھیجی۔

شیخ طبرسی نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ دس دس آدمی داخل ہوتے اور بغیر امام اسی طرح نماز جنازہ پڑھتے تھے روز دوشنبہ اور شب سہ شنبہ کو صبح تک اور پھر روز سہ شنبہ کو شام تک تا اینکہ اہل مدینہ و اطراف مدینہ کے تمام مردوں عورتوں چھوٹوں بڑوں نے حضرت پر نماز پڑھی۔

وصیتیں

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۵۲۶۴ :- منکہ زینب بی بی زوجہ بابو مولا بخش صاحب سب پوسٹماسٹر قوم راجپوت عمر ۳۵ سال بیعت ۱۹۲۴ء ساکن گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ گیارہ نومبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ (۱) حق مہر -/۲۵۰ روپے جو میں شوہر سے وصول کر چکی ہوں۔ علاوہ اسکے میرا حسب ذیل زیور ہے۔ (۲) کانٹے طلائی وزنی پونے دو تولے قیمتی تخمینًا -/۶۳ روپے (۳) ڈنڈیاں طلائی وزنی پونے تین تولے قیمتی تخمینًا -/۹۹ روپے (۴) بٹن طلائی وزنی دو تولے قیمتی تخمینًا -/۷۲ روپے (۵) کلپ طلائی وزنی دو تولے قیمتی تخمینًا -/۷۲ روپے (۶) بندی طلائی وزنی ۳½ تولے قیمتی تخمینًا -/۱۲۶ روپے (۷) چھاپ تین عدد وزنی اتولہ قیمتی تخمینًا -/۳۶ روپے (۸) پازیب نقرئی وزنی ½۲ تولے قیمتی تخمینًا -/۱۸ روپے۔ کل میزان -/۴۸۶ مذکورہ بالا رقم مبلغ -/۴۸۶ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ حصہ وصیت کردہ کی کل رقم مبلغ -/۴۸/۱۰ بنتی ہے جو کہ میں اپنی زندگی میں انشاء اللہ ادا کر دونگی۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ علاوہ وصیت کردہ رقم کے میرے اپنے خاوند کی طرف سے -/۲۰ روپے بطور جیب خرچ ماہوار ملتے ہیں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں مبلغ دو روپے ماہوار ادا کرتی رہوں گی۔ نشان انگوٹھا موصیہ زینب بی بی زوجہ بابو مولا بخش صاحب سب پوسٹماسٹر چونیاں ضلع لاہور۔ گواہ شد :- مولا بخش بقلم خود خاوند موصیہ۔ گواہ شد :- بقلم خود محمد دین پٹواری ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد :- بقلم خود سلطان محمد احمدی پسر موصیہ ؛

نمبر ۵۲۵۸ :- منکہ غلام نبی ولد ملک محمد بخش قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت قریبًا ۱۹۳۳ء ساکن چک نمبر ۹۸ شمالی ڈاکخانہ سرگودھا ضلع شاہ پور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :- اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے

بلکہ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ مبلغ پچیس روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا رہونگا۔ میرے مرنیکے وقت اگر میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ غلام نبی بقلم خود۔ گواہ شد: مبارک احمد قریشی انسپکٹر بیت المال ۱۱/۸/۳۸۔ گواہ شد: منشی محمد الدین بقلم خود سیکرٹری مال انجمن احمدیہ بھلوال منڈی ۔ ۱۱/۸/۳۸ ۔

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۵۲۰۹: ۔ آمنہ بیگم زوجہ لفٹننٹ ہادی علی خانصاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن رامپور ریاست رامپور صوبہ یو۔ پی حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے (۱) گلوبند طلائی ایک عدد وزن چار تولہ معہ موتی و نگ وغیرہ قیمت -/۸۰ روپے (۲) کانٹے طلائی ایک جوڑی وزن آٹھ ماشہ معہ موتی و نگ قیمت -/۱۸ روپے (۳) انگوٹھی طلائی جرمن چار عدد وزن ایک تولہ قیمت -/۲۸ روپے (۴) حق مہر بذمہ شوہر -/۱۰۰۰ (۵) زیور بذمہ شوہر -/۶۰۰ میزان = ۱۷۲۶ روپے مندرجہ بالا جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ الامتہ آمنہ بیگم۔ گواہ شد: غلام محمد والد موصیہ۔ گواہ شد: لفٹننٹ ہادی علی خان ۔

نمبر ۵۲۱۸: ۔ منکہ سرفراز بیگم بیوہ چوہدری کرم الدین صاحب قوم گوجر پیشہ زمینداری عمر ستر سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۰۱ء ساکن دھوریہ ضلع گجرات آج مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری وفات کیوقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زمین مزروعہ بارانی تعدادی ۳۵ کنال جو مجھے از روئے قانون شریعت اپنے خاوند کی ملکیت سے ملی ہے۔ اسکی قیمت موجودہ وقت کے لحاظ سے پچاس روپیہ فی کنال ہے۔ اس لئے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت مبلغ -/۱۷۵ روپے ہوئے۔ ایک پختہ مکان واقع موضع دھوریہ اپنے گاؤں میں ہے۔ اس کی کل قیمت مبلغ -/۱۶۰۰ روپیہ ہے۔ اسکے ۱/۸ حصہ کی میں مالک ہوں جس میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے حصہ میں سے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت مبلغ -/۲۰ روپے ہے۔ ایک عدد جوا طلائی قیمت

مبلغ پچاس روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت مبلغ ۵ روپے ہے چار عدد چوڑیاں نقرئی قیمت مبلغ دس روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت مبلغ ایک روپیہ ہے۔ الامتہ:۔ نشان انگوٹھا سرفراز بیگم۔ گواہ شد:۔ عبدالعزیز سکوٹری وصایا دھوریہ۔ گواہ شد:۔ فضلداد سکنہ دھوریہ ؛

نمبر ۵۲۳۸:۔ منکہ سید افتخار حسین ولد سید محمد شریف صاحب قوم سید پیشہ طالبعلم عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن محلہ سادات نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۴۸ ۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں مجھے ماہوار دس روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کراتا رہونگا۔ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہو تو صدر انجمن احمدیہ قادیان اسکے ۱/۱۰ حصہ کی حقدار ہوگی ؛ العبد:۔ سید افتخار حسین حال کراچی۔ گواہ شد فرزند علی ناظر بیت المال حال وارد کراچی۔ گواہ شد:۔ عبدالکریم احمدی پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ کراچی ؛

نمبر ۵۲۵۵:۔ منکہ محمد عبداللہ ولد میاں کرم الٰہی صاحب قوم ڈار پیشہ حلوائی عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ڈنگہ ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۴۸ ۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک عدد مکان پختہ بمقام ڈنگہ محلہ ددھناں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات پنجاب میں ہے جس کی کل قیمت مبلغ آٹھ صد روپیہ مالیتی ہے۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت مبلغ پچاس روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد:۔ محمد عبداللہ حال کوئٹہ۔ گواہ شد:۔ کریم بخش بقلم خود پسر موصی۔ گواہ شد:۔ عبدالمجید عاجز سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کوئٹہ ؛

نمبر ۵۲۵۳:۔ منکہ فاطمہ زوجہ چوہدری نظیرالدین صاحب احمدی بھنگو جٹ عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن قادیان دارالامان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴۸ ۱۰ حسب ذیل وصیت کرتی

ہوں۔ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ڈنڈی جھمکی وزن ایک تولہ انام جڑاؤ وزنی ایک تولہ انگوٹھی دو عدد وزنی چھ ماشہ چوڑیاں دو تولہ۔ پٹڑیاں نقرئی ۲۲ تولہ۔ مہر شرعی جو کہ میں نے مبلغ ۳۲۲/- روپے۔ اپنے خاوند سے وصول کر لیا ہے۔ میری موجودہ جائیداد ۲۰۰/- روپے کی ہے اسکے ۱/۱۰ حصّہ کی قیمت ۲۸/۹/- ادا کر کے رسید حاصل کر رہی ہوں۔ الامتہ:۔ فاطمہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ عبدالمجید ناصر پسر موصیہ۔ گواہ شد مددخاں انسپکٹر بیت المال؛

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۵۲۵۲۔ منکہ محمد امین احمدی ولد بابو غلام محمد قوم راچپوت پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۴۲ سال تاریخ بیعت مئی ۱۹۳۵ء ساکن نیروبی ضلع کینیا کالونی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰-۲-۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو مبلغ دو سَو دس شلنگ ماہانہ ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصّہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی العبد:۔ محمد امین۔ گواہ شد:۔ غلام محمد والد موصی۔ گواہ شد:۔ محمد اکرم خاں غوری سیکرٹری وصایا نیروبی؛

نمبر ۵۲۵۱۔ منکہ چوہدری نثار احمد ولد چوہدری امام دین صاحب قوم کستورا پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان حال نیروبی کینیا کالونی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰-۹-۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت صرف ایک مکان واقع محلہ دارالرحمت قادیان ہے جسکی قیمت اندازاً ڈیڑھ ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت ۱۲۰/- شلنگ ماہوار ہے مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصّہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیّت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر مَیں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا العبد:۔ نثار احمد۔ گواہ شد:۔ سیّد عبدالرزاق شاہ۔ گواہ شد: محمد اکرم خان غوری سیکرٹری وصایا نیروبی؛

نمبر ۶۰۱۲ :- منکہ چوہدری رحمت خاں ولد چوہدری شرف دین صاحب قوم گجر پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن کھاریاں ضلع گجرات حال ایکوٹر کینیا کالونی برٹش ایسٹ افریقہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۷/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے (۱) پچیس بیگھے زمین بارانی واقعہ کھاریاں ضلع گجرات جو میرے بھائیوں اور میری والدہ کی مشترکہ ملکیت ہے (۲) ایک مکان نیم پختہ واقعہ کھاریاں ضلع گجرات جس کا میں واحد مالک ہوں۔ میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ بوقت وفات جو متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۹۵ شلنگ ماہوار ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں جو ماہ بماہ انشاء اللہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ العبد:۔ رحمت خان احمدی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ ملک محمد عثمان احمدی۔ گواہ شد:۔ شیخ مبارک احمد مبلغ مشرقی افریقہ :۔

Digitized by Khilafat Library

جنرل سروس کمپنی قادیان

عمارت کی تعمیر و مرمت۔ جائیداد کی خرید و فروخت

جائیداد کی خرید و فروخت کی ایجنسی۔ قادیان میں جائیداد کا انتظام اور اس کی آمد کی وصولی۔ بجلی کی ہر قسم کی فٹنگ اور بجلی کے ہر قسم کے سامان کی خرید و فروخت کا کام کرتی ہے تعمیر عمارت کا کام اوورسیر کی زیر نگرانی ہوتا ہے۔ احباب کمپنی کی خدمات سے فائدہ اٹھاویں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کام ہر طرح سے تسلی بخش ہوگا:۔

مینجر

لوہے، لکڑی، پیتل اور ربڑ کی

مُہریں

بیمہ کی مہریں، نام کی پلیٹیں، بورڈ۔ ایمبا سرز، ڈائی، میموریل براسرز اور ہر قسم کے اعلےٰ ڈیزائنز وغیرہ بذریعہ مشین بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ یا خط و کتابت کریں۔

المشتہر

مینجر اے۔ ایم قریشی اینڈ برادرز۔ جان محمد روڈ انارکلی لاہور

قادیان کا قدیمی مشہور عالم بے نظیر تحفہ

سُرمہ نور رجسٹرڈ

دنیا میں اسی سُرمہ نور سرموں کے سرتاج کی دھوم مچ رہی ھے

ڈاکٹر، اطباء، رؤساء، امراء کو گرویدہ اور گاہکوں کو مجسم اشتہار بنا رہا ہے جملہ امراضِ چشم میں بیحد مفید اور بے ضرر ثابت ہو چکا ہے۔ تاثیر اور فوائد کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ نظر کو بڑھاپے تک قائم رکھنے میں بے نظیر ہے ؛

قیمت فی تولہ دو روپیہ۔ چھ ماشہ ایک روپیہ

ملنے کا پتہ :- شفاخانہ رفیق حیات متصل منارۃ المسیح قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library

امرت بوٹی رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا

امرت بوٹی کے استعمال کرنے سے کمزور سے کمزور انسان مضبوط اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ امرت بوٹی تمام بے احتیاطیوں کیلئے زبردست اکسیر ہے۔ امرت بوٹی بوڑھوں اور کمزوروں کو طاقت بخشتی ہے۔ امرت بوٹی مردانہ کمزوریوں اور کثرت پیشاب کمزوری مثانہ۔ ذیابیطس وغیرہ کا نام ونشان مٹا دیتی ہے۔ علاوہ ازیں امرت بوٹی کے استعمال کرنے سے معدہ۔ دل۔ جگر۔ دماغ قوی اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔ ایسے نوجوان جو دُبلے پتلے۔ کمزور رہتے ہوں۔ ان کیلئے ایک بہترین اکسیر ہے قیمت ۵۰ گولی کی شیشی ۱۲؍ ۔ ۱۰۰ گولی معہ برقی مالش ۱۲؍ ؛

پائرس ٹوتھ پاؤڈر اینڈ پائرس لوشن ۔ پائیریا۔ ماسخورہ و دیگر جملہ امراض دندان کیلئے یہ دونوں اکسیریں بہت مفید اور سالہاسال کی مجرب ہیں۔ قیمت ہر دو اکسیرات صرف ۱۲؍ ؛

ملنے کا پتہ :- مینیجر احمدیہ یونانی فارمیسی رجسٹرڈ جالندھر کینٹ پنجاب

فیض عام شربت فولاد

یہ خوشگوار اور شہرہ آفاق شربت امراض مخصوصی مستورات کے حق میں واقعی آب حیات ہے۔ ایام ماہواری کی افراط تفریط۔ درد۔ بے چینی وغیرہ دیگر نقائص سیلان و سوزش رحم۔ اختناق الرحم ہسٹیریا کے دورے اور عوارض چھائیاں زردی آماس یا لاغری جسم وغیرہ۔ تمام نسوانی امراض کو دور کر کے جسم کو سڈول اور طبیعت خوش باش کر دیتا ہے نیز ایزادی خون صالح کے ساتھ وزن کو بڑھانا بالوں کو مضبوط اور دراز کرنا بھی اس کے معمولی اوصاف ہیں۔ یہ ہر عمر اور موسم میں مفید ہے اور اس کے استعمال میں کسی پرہیز کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہوتی قیمت فی شیشی ۲/ ۲۰ خوراک ایک روپیہ

فرزندِ نرینہ کے لئے ہم نے ایک کیمیائی نسخہ حاصل کیا ہے جو حضرت حاجی حکیم حافظ طبیب شاہی مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خاص معزز و محترم دوست عالیجناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کو تحریر کیا تھا جو کہ جب بھی استعمال کیا گیا بے خطا ثابت ہوا ہے! اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حکیم صاحب کو اس نسخہ پر پورا یقین تھا کیونکہ حضور نے اس نسخہ کے استعمال کیلئے یہ زور دیا ہے چنانچہ حضور کی دستخطی تحریر کا ضروری اقتباس بغرض فائدہ عام شائع کیا جاتا ہے

مجھے نمبر ۵۵ ۱۹۰۱ء سے ۱۵ اپریل [illegible] تک لئے -

اور حضرت ممدوحہ [illegible] روانہ کر [illegible]

فرمائیں - کا شر [illegible] آپ استعمال کر کے [illegible] -

[illegible]

اس جگہ نسخہ لکھا ہوا ہے!

[illegible]

[illegible] فرزندِ نرینہ پیدا ہوگا

نورالدین

میں تصدیق کرتا ہوں کہ نسخہ نورِ نظر حضرت خلیفۃ المسیح اول نے خود میرے گھر میں دیا تھا میرا تجربہ شدہ اور بعض اور لوگوں کو بھی دیا مجرب ثابت ہوا۔ خان محمد علی خان رئیس مالیرکوٹلہ

یہ جاذبی نسخہ اتنی دور جیسا مستفید ہوئی اور [illegible] کئی بچوں کے پیدا ہونے میں قوت دیتا ہے کیلئے بھی کثیر [illegible] ہو چکا ہے اس لئے ہم نے ان لوگوں کیلئے جو اولادِ نرینہ کی حسرت رکھتے ہیں [illegible] مبتلا ہیں اس نسخہ کو بیش قیمت خاص اجزاء کو بڑی کوشش سے تیار کیا ہے جس کی قیمت بہت صرف دس روپیہ رکھی جاتی ہے تاکہ خاص و عام فائدہ حاصل کر سکیں

(محصول ڈاک علاوہ ہوگا)

فیض عام منجن آبدار

اس سے کم خرچ اور بالانشین مفید لذیذ اور نفیس ٹوتھ پوڈر کوئی اور نہیں ہوگا۔ یہ دانتوں کی میل کیڑے۔ درد۔ ہلنا مسوڑھوں اور زبان میں زخم۔ چھالے۔ سوزش گلے پڑنا۔ آواز بیٹھنا وغیرہ امراض دہن کے واسطے اکسیر اعظم ہے خلال کو لگا کر خلال کرنے اور سوتے ہوئے ہوا بھر بطور مسی لگانے سے بھی منہ میں بدبو پیدا نہیں ہوتی اور مسوڑھے مضبوط ہو جاتے ہیں یہ سفوف دیگر بیشمار امراض میں بھی بیحد مفید ہے امراض اندرونی۔ بدہضمی۔ سر درد ہر قسم بخار کھانسی وغیرہ میں ایک چٹکی بھر پانی سے نگل لینا اور امراض بیرونی زخم کے ناسور ہر قسم کے۔ بلکہ بچھو۔ زنبور زہریلے کیڑے کے ڈسنے پر بھی پانی تیل مکھن میں ملا کر یا یونہی لگا دینا از بس فائدہ مند ہے قیمت فی تولہ ۳/ قیمت دو تولہ خوشنما پیچدار شیشی ۳/

ملنے کا پتہ

شیخ احسان علی فیض عام میڈیکل ہال قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library

محافظ جنین

حَبِّ اٹھرا

اسقاط حمل کا مجرب علاج ھے

شناخت:۔ جن کے گھر حمل گر جاتے ہیں۔ مُردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر امراض ذیل سے مر جاتے ہیں مثلاً سبز پیلے دست۔ تپ پسلی کا درد پچش (ام الصبیان) نمونیا۔ پرچھاواں یا سُوکھا۔ بدن پر پھوڑے۔ پھنسی۔ چھالے نکلنا۔ بدن پر خون کے دھبے پڑنا دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دیدینا۔ بعض بچے ماں کے پیٹ میں ہی زہر باد سے کھائے جاتے ہیں۔ جب پیدا ہوتے ہیں۔ تو ان کا کوئی حصّہ کھایا ہُوا ہوتا ہے۔ مردہ پیدا ہوتے ہیں یا پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں۔ اور بعض کی خلقت نامکمل ہوتی ہے۔ یعنی کوئی ہاتھ یا انگلی، ناک، کان وغیرہ غرضیکہ کوئی عضو نامکمل ہوتا ہے۔ جس سے بچہ بدشکل ہوتا ہے۔ اس لئے والدین کے لئے تمام عمر کا دُکھ ہوتا ہے۔ بعض کے ہاں لڑکیاں ہی پیدا ہونا اور لڑکیوں کا زندہ رہنا مگر لڑکے زندہ نہ رہنا اور اٹھارہ سال سے پہلے ہی فوت ہو جانا وغیرہ۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان تباہ و برباد کر دیئے۔ اور لاکھوں گھر بے چراغ کر دیئے جو ہمیشہ ننھے بچّوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے اور اپنی قیمتی جائدادیں غیروں کے سپرد کر کے دائمی داغ دل پر لے گئے۔ مولیٰ کریم اس مرض سے امن میں رکھے۔ خاکسار حکیم نظام جان شاگرد خلیفہ اول اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت نے اُستادی المکرم قبلہ نورالدین شاہی طبیب سرکار جموّں و کشمیر سے طب سبقاً پڑھی اور حضور کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے دواخانہ مذکور قائم ہُوا۔ اور اٹھرا کا مجرب ترین علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا حضور کے ارشاد سے اشتہار دیا تاکہ خلقِ خدا فائدہ حاصل کرے۔ اور احتیاطاً گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹرڈ بھی کرا لیا ہے۔ تاکہ پبلک کو کسی ملتے جلتے نام دیکھنے سے دھوکہ نہ لگ جائے (یاد رکھیں) حبّ اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال نے ہزاروں گھرانوں کو بچوں سے بھرپور کر دیا ہو۔ اس کے استعمال سے بچّہ بفضلِ خدا ذہین۔ خوبصورت۔ مضبوط۔ تندرست۔ اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اور مایوس والدین کے لئے راحتِ قلب ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے مکمل خوراک گیارہ تولہ للعہ۔ یکدم منگوانے پر صرف گیارہ روپے علاوہ محصول ڈاک۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

المشتہر

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ اوّل ؓ۔ اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library

ایشیائی کتب خانہ قادیان کے نادر اور نایاب تحفے

سیٹ کلید ترجمۂ قرآن مجید۔ کے ذریعہ چار ماہ میں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھیں اس سیٹ کے اندر ایک تو (۱) قرآن کریم کے ایک سو پندرہ سبقوں کی کتاب ہوگی جس میں قرآن مجید کے ترجمہ کو سبقاً سبقاً پڑھنے کا طریق سکھلایا گیا ہے حجم دو سو صفحات قیمت معہ جلد صرف بارہ آنہ (۲) دوسری کتاب "لغات القرآن اردو" ہے جس میں قرآن مجید کے دس ہزار سے زائد الفاظ کے معنے درج ہیں۔ کاغذ اعلیٰ قیمت صرف بارہ آنہ (۳) "قرآن مجید مترجم" ہوگا جس کا ترجمہ تحت اللفظ ہے اور حاشیہ پر تفسیری نوٹ ہیں۔ یہ ترجمہ پہلی بار شایع ہوا ہے۔ ہدیہ صرف دو روپیہ۔ مکمل سیٹ کی قیمت ساڑھے تین روپیہ علاوہ محصول ہے۔ اس کے علاوہ یہ نایاب کتابیں خریدیئے۔ شمائل شریف مترجم مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب ہدیہ صرف ایک روپیہ چار آنہ (۱) اشاعتِ اسلام۔ مصنفہ حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔اے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی اور اشاعت اسلام کے حالات پر ایک نایاب کتاب ہے حجم ۳۵۸ صفحات قیمت صرف آٹھ آنہ۔

(۲) "چمکار احمدی" یہ بالکل نئی کتاب ہے جو پہلی بار شایع ہوئی ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مکمل سوانح عمری پنجابی نظم میں درج کی گئی ہے۔ تمام پنجاب کے دیہات میں تبلیغ کرنے کے لئے بہترین کتاب ہے حجم ریویو کے سائز پر اٹھاسی صفحات قیمت صرف چار آنہ۔ (۳) "طبِ روحانی" مصنفہ حضرت حاجی احمد جان صاحب مرحوم۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نشانِ آسمانی میں ریویو فرمایا ہے قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی آٹھ آنہ (۴) ذکرِ الٰہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرکۃ الآرا تقریر جو آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۱۹ء پر فرمائی قیمت اصل ۲ر رعایتی ایک روپیہ کے سولہ نسخے:۔

(۵) نبراس المؤمنین جس میں ایک سو احادیث معہ ترجمہ درج ہیں مدرسہ احمدیہ کے نصاب میں داخل ہے۔ مؤلفہ مولانا ابوالعطاء صاحب قیمت اصلی ۲۔ رعایتی ۱۰۔ ایک روپیہ کے سولہ نسخے۔ (۶) "صیانۃ الصالحین عن تصرف الشیاطین"۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف منسوب کردہ الزامات کے تحقیقی جوابات پر بے نظیر کتاب۔ ہر احمدی کے مطالعہ کے لائق ہے قیمت صرف چار آنہ (۷) اناجیل کا یسوع اور قرآن کا عیسےٰ قیمتی ۵ر (۸) تفسیر سورۃ بنی اسرائیل ۱۲ار (۹) محامد خاتم النبیین عہر (۱۰) رسالہ درود شریف ۶ر (۱۱) تبدیلیٔ عقاید مولوی محمد علی صاحب ۵ر مجلد ۶ر (۱۲) غیر مبایعین کے خاص الخاص کارنامے ۳ر (۱۳) جماعت احمدیہ اور احرار ۲ر (۱۴) فتاویٰ احمدیہ حجم ۵۴۰ صفحات قیمتی للعہ ر رعایتی عہر (۱۵) منکرین خلافت کا انجام ۲ر (۱۶) گرنتھوں میں نور اسلام ۵ر (۱۷) احمدیت کا پیغام ار (۱۸) تفسیر آیت خاتم النبیین ۲ر (۱۹) شرح اسمائے الٰہیہ معہ ترجمہ نماز ۲ر (۲۰) سوانح عمری حضرت امام بخاری ۲ر (۲۱) تحفہ ہندو یورپ ۸ر (۲۲) الحکم تبیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲ر وغیرہ نایاب کتابیں خریدیئے:۔

المشتہر:۔ حکیم محمد عبداللطیف منشی فاضل مینیجر ایشیائی کتب خانہ قادیان دارالامان

Digitized by Khilafat Library

آپ کو

Digitized by Khilafat Library

جملہ طبّی ضروریات کیلئے ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ

دھلی سے

کیوں ادویہ خرید کرنی چاہئیں؟

اسلئے کہ

اوّل یہ دواخانہ تحریک جدید کے قومی سرمایہ سے قائم شدہ ہے۔ اور اس کی آمد اشاعت اسلام کیلئے وقف ہے۔ اس کے سرپرست طبیب نہایت تعلیم یافتہ خاندانی اور تجربہ کار ہیں۔

دوم۔ آپ بذریعہ خط وکتابت اپنے مرض کا علاج بسہولت کروا سکتے ہیں۔

سوم۔ یہ دواخانہ ایک لاکھ روپیہ کے منظور شدہ سرمایہ سے قائم کیا گیا ہے۔ اور اس لئے آپ کو اعلیٰ سے اعلیٰ ادویہ مناسب داموں پر فراہم کرسکتا ہے۔

چہارم۔ اس کا مرکزی رجسٹرڈ دفتر قادیان دارالامان میں ہے۔ اور اس کا نظم ونسق اور اس کی مجموعی پالیسی مرکز کی پالیسی کے ماتحت ہے۔

پنجم۔ اس دوکان میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے خاص الخاص نسخہ جات تیار رہتے ہیں۔

ششم۔ اس دواخانہ کے مرکبات بلحاظ نفاست اور صحت اجزاء کے بہت شہرت حاصل کرچکے ہیں۔ اور اسی وجہ سے طبیب وڈاکٹر صاحبان اپنے مریضوں کے علاج کیلئے یہیں سے ادویہ منگواتے ہیں۔

ایک کارڈ لکھ کر مکمل فہرست مفت طلب فرمائیے:

Digitized by Khilafat Library

مینجر ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ زینت محل لال کنواں دہلی

حضرت مسیح موعودؑ کی اکثر کتب

صرف تیس ۳۰ روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی قیمتیں انتہائی طور پر کم کر دی گئی ہیں۔ صرف تیس روپے میں آپ حضور کی اکثر کتب خرید سکتے ہیں بعض کتابیں جو آجکل نایاب ہیں، ان کو چھوڑ کر باقی سب کتابیں اس قیمت میں مل سکتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

فہرست ۱۳۳۸ھ ۱۹۳۹ء تیار ہے، احباب ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجکر فہرست طلب فرما سکتے ہیں۔

بخاری شریف مترجم

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے بخاری شریف کا ترجمہ کیا ہے۔ اسکے پہلے پارہ کی صرف چند کاپیاں باقی رہ گئی ہیں۔ جو دوست مستقل خریدار بننا چاہتے ہیں، وہ پہلا پارہ فوراً منگا لیں، اور آئندہ کے لئے مستقل خریداروں کی فہرست میں اپنا نام درج کرا لیں۔

خاکسار:- محمد اشرف مینیجر بکڈپو قادیان